

الْأَنْزِلَاتِ الْأَرْضِيَّاتِ وَالْهَوَا

زلزلہ

مشاہدات و واقعات

پیشرو و تالیف ذوالفقار علی خان

مکتبہ ملت دیوبند

یو جی ۲۵۵۲ الہند



زلزلہ

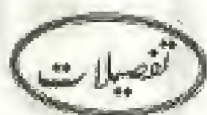
مشاہدات و واقعات

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی

مکتبہ ملت دیوبند

یو پی ۲۴۷۵۵۳ (انہند)



نام کتاب ----- زلزلہ مشاہدات و واقعات

مؤلف ----- حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ

باہتمام ----- مولانا انعام الہی قاسمی

:- لئے کا پتہ :-



مکتبہ ملت دیوبند

MAKTABA MILLAT

DEOBAND-247554 DISTT. SAHARANPUR (U.P.)

PHONE: 01336-225268 (off.) 223268 (res.)

قصص

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
23	موسیقی عام ہو گئی	5	عرض مرتب
23	رنا عام ہو گیا	7	زفرؑ.....مشاہدات و واقعات
24	نی دی.....فروغ رنا کا بڑا ذریعہ	7	جیسا حال ویسے حالات
25	سکرین.....آج کی قوم کا قبلہ	8	ایک عظیم سانحہ
26	سود عام ہو گیا	9	زفرؑ کی تاریخ
25	اپنی ادعات یاد رکھیں	10	ایک زفرؑ کا مشاہدہ
27	زفرؑ قیامت کی یاد دلاتا ہے	12	گکولوں (سائیکلوں) کا طوفان
30	قرب قیامت کی نشانیاں	12	سونامی طوفان
	جب مکہ مکرمہ کے پینٹ کو چر کر اس	13	کتریا اور ریٹا طوفان
30	میں راستے بنا لیے جائیں	14	زفرؑ آنے کی وجوہات
	جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی	14	طبعی وجوہات
31	ہو جائیں	14	سائنس کی ناکامی
	جب اہل عراق کا کھانا پوتا بند کر دیا	15	شرعی وجوہات
31	جائے	18	قوم شیب پر خطاب
32	جب عرب کی زمین سرسبز ہو جائے گی	19	قوم سوئی پر خطاب
	جب دیہاتی لوگ شہروں میں کولمیاں	20	قارون پر خطاب
32	بٹالیں	21	دھننے کا سفر
32	جب ماں اپنی حاکمہ کو ختم دے	21	چار طرح کے خطاب
	مرنے اور مارنے والے کو جرم کا پتہ	22	زفرؑ کیوں آتے ہیں؟
33	فٹیں ہوگا	23	اپنا سوا زندگی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
44	دنیا جاودہ کرتی ہے	33	میں کو موسیٰ شام کو کالہ
46	دنیا غریبوں کو مراد ہے		جب قرآن کا میں نے سنا ہے
47	دنیا کھیل کا شاہ ہے	33	خاترے
49	دنیا کی حکمت	34	جب علماء اپنا کالی نہ چھوڑیں
50	دنیا آئے تو کیا کریں	34	جب تو ہی دولت کو ذاتی مال سمجھا جائے
	دنیا کے وقت کھلی جگہ پر کھلی	34	جب امانت کو مالِ فحشیت سمجھا جائے
51	جاننا چاہیے	35	جب زکوٰۃ کو نادان سمجھا جائے
52	کوئی دعا نہیں مانگی چاہیے	35	علم کو دنیا سمجھانے کیلئے سیکھا جائے
53	بعض افکار کا جواب	36	مال کی بجائے عیسیٰ کی بات مانی جائے
53	جدا اب ان ہی ملا توں میں کیوں؟	36	مساجد میں شور و فحش عام ہو جائے
54	پتہ گناہوں کا کیا قصور؟		جب سب سے بڑے لوگ قوم کے
54	عذاب میں معتب کون ہوتا ہے؟	37	حاکم بن جائیں
55	ہم اسے عذاب ہی سمجھیں		جب دوسرے کے شر سے بچنے کیلئے
55	ہمیں مہلت دی گئی ہے	37	اس کی عزت کھائے
56	اب ہم کیا کریں	38	گناہ بجا اور عاصی والوں کا عام ہو جائے
	(۱) اس پر معروف نبیؐ من اسکر شروع	39	شراب کی کثرت ہو جائے
56	کر دیں	39	جب سلف صالحین کو برا سمجھا جائے
	(۲) کلہ استر جاع الالہ و الالہ		دنیا لوں کا آنا آئے عیسیٰ کا چانا وغیرہ
57	واجبوں پر نہیں	39	کثرت سے ہوگا
58	(۳) مصیبت زدگان کی مدد کریں	40	چند عجیب و غریب علامات قیامت
59	(۴) بچے دل سے توہ کر دیں	41	دنیا کی حقیقت
60	آج ہماری حالت	42	دنیا بڑی بلی ہے
61	اللہ کے آگے اپنا سر جھکا دیں	43	دنیا بڑی سرسبز ہے
62	اب توہ کر لیں		

عرض مرتب

18 اکتوبر 2005 (۳ رمضان 1426ھ) کی صبح وطن عزیز پر جو مصیبت ٹوٹی وہ محتاج بیاں ہے نہ قابل بیاں ہے۔ سانچ کر ۵۲ منٹ پر صدی کا بدترین زلزلہ آیا جس نے کشمیر و سرحد کے پہاڑوں کو چھٹھوڑ کر بکھڑا دیا۔ چشم زدن میں ایک لاکھ سے زائد نفوس راہی عدم ہوئے، جو بچ گئے وہ بے گھر ہوئے، اور لاکھوں ہیں جو زخمی و اپانج ہوئے۔ بے شک یہ ایسا سانحہ ہے جس پر دل سوگوار ہیں، آنکھیں اشک بار ہیں اور لب رو بہ پکار ہیں۔

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آسائیں ہے موت
گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت
زلزلے ہیں، بجلیاں ہیں، قحط ہیں، آلام ہیں
کیسی کیسی دخترانِ مادرِ ایام ہیں
کلبہ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت

اس سانحہ دل فگار پر اہل بیان نے قوم کو بہت کچھ کہا ہے اور اہل قلم نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اس موقع پر اہل درد حضرات تو ہر دیدہ و ترکو دیدہ عبرت بنا۔ ان میں کوشاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ قوم کو خواب غفلت سے جگایا جائے اور اللہ تعالیٰ کو منایا جائے تاکہ اللہ کی رحمت متوجہ ہو اور ہم سے یہ خدائی عذاب ٹل جائیں۔ لیکن بعض نام نہاد دانشور ہر چشم غم کو فقط چشم تماشا بنا رہے ہیں تک محدود رکھنا چاہتے

ہیں۔ وہ قوم کو باور کرا رہے ہیں کہ یہ Natural Phenomena قدرتی تبدیلیاں ہیں جو کرۂ ارض پر آتی رہتی ہیں، اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے تعبیر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بہر حال فکر اپنی اپنی طرف اپنا اپنا۔

ہمارے حضرت محبوبی و مرشدی مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم نے بھی ان سو گوار لحات میں اپنے دل کا غم متعدد مقامات پر بیان فرمایا۔ ان کا اپنا ایک انداز ہے۔ اس میں انہوں نے اس حادثے کے تاثر میں قرآن و حدیث کے معارف، تاریخی حالات و واقعات، اپنے مشاہدات، سائنس اور قدرت کی تطبیق اور آئندہ کالائحہ عمل الغرض کے مختلف پہلوؤں سے قوم کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل ہوئی اور عاجز کو حضرت کی ان موتیوں جیسی باتوں کو آپ تک پہنچانے کا موقع ملا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے فقیر کیلئے صدقہ جاریہ بنایائے۔ آمین ثم آمین

دعاؤں کا طالب

فائز شاہ محمود نقشبندی

زلزلہ..... مشاہدات و واقعات

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَ سَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اضْطَفَى اَمَّا بَعْدُ
 فَاتَّقُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝
 ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ
 سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝
 وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

جیسے اعمال و لیے حالات

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اللہ رب العزت کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ جیسے اس کے اعمال ہوتے ہیں ویسے ہی اللہ تعالیٰ اس پر حالات بھیجتے ہیں۔ اعمال سنور جاتے ہیں تو حالات بھی سنور جاتے ہیں، جب اعمال بگڑ جاتے ہیں تو حالات بھی بگڑ جاتے ہیں۔

۔ جب کہا میں نے کہ یا اللہ تو میرا حال دیکھ
 حکم آیا میرے بندے نامہ اعمال دیکھ
 لہذا اگر تو انسان نیکی اور تقویٰ کی زندگی اختیار کر لے، اپنے رب کے حکموں کو اپنے اوپر لاگو کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمتوں اور برکتوں کے دروازوں کو کھول دے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرَىٰ اٰمَنُوا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ (الاعراف: ۹۶)

[اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ کو اختیار کرتے، ہم آسمان اور زمین سے ان کے لئے برکتوں کے دروازے کھول دیتے]
اور اگر یہ انسان اللہ رب العزت کے حکموں سے اعراض کرے اس کی نافرمانیاں کرے تو اس پر مصیبتوں اور پریشانیوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ
[خسکی اور تری میں جو بھی فساد نظر آتا ہے انسانوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے] (روم: ۴۱)

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان حالات سے پریشان ہو کر اللہ رب العزت کے شکوے شروع کر دیتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا کہ رزق کی خشکی کے اسباب میں نے خود پیدا کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَغْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا. (طہ: ۱۲۴)
[جو میرے ذکر سے، میرے قرآن سے اعراض کرے، ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں]

ایک عظیم سانحہ

آج ہماری قوم ایک بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہے۔ قوم پر ایک بڑی ابتلاء آگئی۔ صدی کا بدترین زلزلہ تھا جو ہمارے شمالی علاقوں میں آیا جس نے ہزاروں ہستے ہستے گھروں کو اجاڑ ڈالا ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن گئے اور لاکھوں بے گھر ہو گئے۔ ذرا سوچیں تو ۸۸ کروڑ کا یہ دن بھی معمول کے دنوں میں سے ایک دن تھا۔ دن طلوع ہوا تو کون جانتا تھا کہ آج ہماری بستیاں ہمارا قبرستان بن جائیں گی۔ بچے روز کی طرح اپنے یو پیفارم پہن کر سکول گئے۔ مائیں انہیں سکول بھیج کر گھروں مطمئن بیٹھی تھیں۔ سرکاری دفاتر میں معمول کے مطابق کام ہو رہا تھا۔ شہروں اور بستیوں کے

بازار روز کی طرح اپنے کاروبار کا آغاز کر رہے تھے۔ فوج کے سپاہی بھی اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر چاک و چوبند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا زمین کو ہلا دیا تو سب کچھ مایامیٹ ہو گیا۔ یہ زلزلہ اپنے پیچھے نہ جانے کتنی ایسی داستانیں چھوڑ گیا جن پر دل غمزہ ہیں اور آنکھیں روتی ہیں۔

چمن اجاڑ کر آدھی تو جا چکی لیکن پرندوں شاخوں پہ بیٹھے ہیں سوگوار اب بھی ہم اپنے دل کا غم کس کو سنائیں اور درد کا نوہ کس سے کہیں کہ یہ ہماری اپنی شامت اعمال ہے۔ تاہم اپنے دل کا غم ہلکا کرنے کیلئے کچھ باتیں آپ کے سامنے بیان کی جاتی ہیں شاید کہ کسی کو کچھ فائدہ ہو جائے۔

زلزلوں کی تاریخ

یہ زلزلے اس امت میں بہت آئے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے اس کے اوپر مستقل ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے دنیا کے اوپر جو مصائب اور حوادث پیش آئے ہیں انکو قلمبند کیا ہے۔

چنانچہ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ ۲۰ ہجری میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی یہ زلزلہ آیا۔ جس کو انہوں نے اس طرح روکا کہ زمین پر ایڑی ماری اور فرمایا، زمین تو کیوں ہلکتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ اور زمین کا زلزلہ رک جاتا ہے۔

پھر ۵۹ ہجری میں بھی زلزلہ آیا اور یہ زلزلہ ۴۰ روز تک آتا رہا۔ اندازہ کریں کہ ۴۰ دن تک۔ ایک شہر تھا اطاکیہ، وہ پورا کا پورا شہر ہی زمین کی ہستی سے ختم ہو گیا۔

۲۲۳ ہجری میں فرناطہ شہر کے اندر زلزلہ آیا اور پورے شہر کی چھتیں زمین بوس ہو گئیں اور پورے شہر میں سے صرف ایک آدمی باقی بچا۔ باقی سب کے سب آدمی موت کی نذر ہو گئے۔

۲۳۸ ہجری میں، متوکل باللہ کے دور میں ایک جگہ پر پتھروں کی بارش ہوئی اور ایسی مصیبت آئی کہ موصل شہر کے اندر ڈیڑھ لاکھ آدمی موت کے منہ میں چلے گئے۔ پھر ۲۴۱ ہجری میں دامنغان میں زلزلہ آیا جس میں تقریباً پچیس ہزار آدمی فوت ہوئے۔

۲۴۵ ہجری میں ایک بستی پر آسمان سے سفید اور سیاہ پتھروں کی بارش برسا دی گئی۔ ایک دفعہ مجھے بنگلہ دیش جانے کا موقع ملا۔ تو مجھے وہاں ایک علاقہ دکھایا گیا جہاں ایک مرتبہ پتھروں کی بارش ہوئی تھی، اسے مٹانے والے پتھر تھے جو ایک جگہ پر انہوں نے کہیں رکھے ہوئے تھے۔ میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اتنے مٹے ہوئے پتھر اس جگہ پر جب برسائے گئے ہوں گے تو اس جگہ پر رہنے والوں کا کیا حال ہوا ہوگا۔

۳۱۹ ہجری میں، حجاج کا دور ہے، ایک قافلہ حج کے لیے چلا اور راستہ بھول گیا۔ قافلے کے لوگ کہتے ہیں کہ راستہ بھول کے ہم ایک ایسی بستی میں گئے جہاں کے سب کے سب لوگ ہمیں پتھر بنے ہوئے ملے۔ انسان بھی پتھر، حیوان بھی پتھر، مرد بھی، عورتیں بھی۔ حتیٰ کہ تندور پر روٹی لگاتی ہوئی ایک عورت وہ بھی پتھر بن گئی اور جو روٹی اس نے لگائی اس کو بھی پتھر بنا ہوا دیکھا۔ پوری بستی پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب آیا۔

۱۹۱۷ء میں ہندوستان میں زلزلہ آیا جس میں تین لاکھ آدمی مرے۔

۱۹۲۰ء میں چین میں زلزلہ آیا، ایک لاکھ آدمی مرے۔

۱۹۲۳ء میں جاپان میں زلزلہ آیا جس میں دو لاکھ آدمی مرے۔

۱۹۳۷ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا پورے کا پورا شہر زمین بوس ہو گیا۔ پینتیس ہزار

آدمی مرے۔

ایک زلزلے کا مشاہدہ

اور ایک ۱۹۹۳ء میں ایک زلزلہ کیلیفورنیا (امریکہ) میں آیا اس کے کچھ حالات اس فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ وہ زلزلہ تین منٹ کا تھا۔ کیا زلزلہ تھا، اللہ اکبر

لوگوں کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب کہ وہ زمین کے اوپر پڑے ہوئے تھے۔ یعنی اکثر لوگوں نے یہ بتایا کہ زلزلے کی شدت اتنی تھی کہ وہ بستر سے اچھل کر جب زمین پر آ پڑے تب ان کو محسوس ہوا کہ زلزلہ آیا ہے۔ زلزلے کا جو مرکز تھا، وہ جگہ ہم نے چا کر دیکھی۔ عجیب بات دیکھئے کہ ایک مسجد بھی جو اس سے کوئی ۲۰ میٹر کے فاصلے پر ہوگی یعنی مسجد کی دیوار اور چند قدم کے فاصلے پر زلزلے کا مرکز تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان، مسجد کی اینٹ بھی نہ گری اور پورے شہر میں جو بڑی بڑی عمارتیں تھیں وہ زمین پر آ گریں۔ ایک جگہ پر تو عجیب معاملہ پیش آیا، ڈیڑھ میل لمبی دریا کے اوپر پل بنی ہوئی تھی۔ وہ ڈیڑھ میل پوری کی پوری پل جیسے بچہ کینڈی کھا کے اس کا رپر پھینک دیتا ہے نا، تو زلزلے نے پورے پل کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا۔ جو لوگ گاڑیوں کے اندر ہوتے ہیں، ان کو پتہ نہیں چلتا کہ زلزلہ آ رہا ہے یا نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی حرکت میں ہوتے ہیں۔ تو ان کو پتہ ہی نہیں چلا، اب وہ رو زمین میں آگے جا رہے تھے اور ان کی پوری کی پوری گاڑیاں دریا کے اندر جا رہی تھیں۔ کتنے سو گاڑیاں جب دریا میں جا گریں تب پتہ چلا چلانے والوں کو کہ آگے پل موجود ہی نہیں ہے۔

میں نے چوکوں کے اوپر لکھا ہوا دیکھا Oh God, Oh God (اے خدا! اے خدا!)۔ اتنا بڑا بڑا، پچاس پچاس فٹ بڑے بڑے جیسے سائن بورڈ ہوتے ہیں، اتنا بڑا بڑا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دوست سے پوچھا کہ بھئی! یہ لکھنے کا کیا مطلب؟ انہوں نے کہا کہ جی اتنا نقصان ہوا کہ اب حاکم بھی پریشان اور انہوں نے اپنے پادریوں سے کہا کہ بھئی کچھ اللہ تو بہ کر دتا کہ کچھ مصیبت سے نجات ملے۔ تو ان پادریوں نے چوکوں کے اوپر Oh God لکھوایا ہے تاکہ لوگوں کو خدا یاد آ جائے۔ بندے کو اپنی اوقات یاد آ جاتی ہے جب اللہ رب العزت، بندے کو جگاتے ہیں۔ اس زلزلے کی وجہ سے زمین کے اندر ایک دراڑ پڑ گئی۔ اس دراڑ کو بھی ہم نے خود جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ صاف نظر آتا تھا کہ ادھر کی زمین ادھر اور ادھر کی ادھر۔ اور وہ کتنی گہری تھی، میلوں کے حساب سے، اس کا پتہ بھی نہیں تھا۔ تو مجھے لے جانے

والے انجینئر نے کہا کہ حضرت جی! آپ کو ایک بات بتاؤں۔ میں نے پوچھا کیا، کہنے لگا کہ ایک اور زلزلہ متوقع ہے اور اس کا نام سائنسدانوں نے Big One رکھا ہوا ہے، بڑا زلزلہ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ جب وہ آئے گا، تو زمین کے اندر جہاں جہاں دراز پڑ چکی تو یہ پورا کا پورا علاقہ سمندر کے اندر چلا جائے گا۔ میں نے پوچھا علاقہ کون سا؟ وہ کہنے لگے، یہ وہی علاقہ ہے جہاں پوری دنیا کی فیلوں کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے ہی الگ کر لیا ہے۔ جب چاہیں گے اس کو سمندر کے حوالے کر دیں گے۔

بگولوں (سائیکلون) کا طوفان

مجھے ایک علاقے میں جانے کا موقع ملا۔ مجھے لوگوں نے وہاں بتایا کہ حضرت! آپ نے اس علاقے میں پروگرام تو دے دیا ہے مگر اس علاقے میں بگولے بہت آتے ہیں۔ بگولا سمجھتے ہیں نا، ہوا چلتی ہے ایک دائرے میں اتنی زیادہ کہ کوئی حد نہیں۔ تو اس نے کہا کہ حضرت جب بگولا آئے تو آپ نے گاڑی کھڑی کر کے زمین پر لیٹ جانا ہے۔ پوچھا کہ کیوں؟ کہنے لگے کہ ابھی کچھ مہینے پہلے وہاں پر یہ ہوا کا بگولہ آیا اور اس بگولے کا جو گھیر تھا وہ تین سو کلومیٹر تھا۔ اس نے ایک جگہ سے کار کو اٹھایا اور اسے تین سو کلومیٹر دور پھینک دیا۔ کچھ کاریں ایسی تھیں جو درختوں کی شاخوں میں لٹکی ہوئی ملیں۔ ایسا بگولہ، اللہ اکبر! لوگ سفر کر رہے ہیں ان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور ہوا کا بگولہ آتا ہے اور ان کی کار کو اٹھا کر درختوں کی شاخوں پر جا کر ڈال دیتا ہے۔ تین سو کلومیٹر دور جا کر پھینک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی قدرت دکھاتے ہیں نا، پھر بندہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا ہے۔

سونامی طوفان

ابھی قریب کے زمانے میں سونامی نام کا جو بحری طوفان آیا اس نے انڈونیشیا

اور گرد و نواح کے ساحلی علاقوں میں خوفناک تباہی مچا دی۔ دو لاکھ بیس ہزار انسان لقمہ اجل بنے اور مالی نقصان کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ جس جگہ یہ طوفان آیا اس جگہ سے سینکڑوں میل دور عذاب دینے والی یہ سمندری لہریں تخلیق ہوتی ہیں، وہ سینکڑوں میل کا سفر ایک خاص لیول کی گہرائی کے اندر طے کرتی ہیں اور اس دوران وہ راستے میں آنے والی کسی چیز کشتیاں ہوں یا بحری جہاز ان کیلئے خطرہ نہیں بنتیں لیکن جس جگہ کی تباہی اللہ نے مقدر کر دی تھی وہاں پہنچ کر وہ پچاس فٹ تک بلند ہوتی ہیں اور شہروں اور آبادیوں کو غرق کر دیتی ہیں۔

ایک جگہ پر سونامی جو گاؤں تھا اس کا ایک بندہ مجھے ملا۔ کہنے لگا کہ حضرت، میں آپ کو آنکھوں دیکھا حال سناؤں۔ جو اس نے حال سنایا ہمارے تو رو گئے کھڑے ہو گئے۔ واقعی انسان کتنا غافل ہے۔ ایسے واقعات دیکھ اور سن کر تھوڑی دیر کے لئے بیدار ہوتا ہے اور پھر دنیا کا نشہ ایسا چڑھتا ہے کہ شبھی نیند سو جاتا ہے، احساس ہی نہیں ہوتا۔

کترینا اور ریٹا طوفان

ابھی ایک ماہ پہلے کترینا اور ریٹا طوفان نے امریکہ کی بعض ریاستوں میں تباہی مچا دی۔ حالانکہ امریکہ میں ”ناسا“ جیسا جدید ترین ادارہ ہے جس کے ماہرین کا یہ دعویٰ ہے کہ جو کچھ زمین کے اندر ہے اور جو کچھ زمین کے باہر ہے وہ سب ہر وقت ہماری آیزرویشن (مشاہدے) پر ہے۔ لیکن عجیب بات کہ وہ اس ہولناک طوفان کے رخ اور شدت کو قبل از وقت کچھ ہی نہ سکے۔ وہ اس وقت جاگے جب یہ آنا کہ سر پہنچ گیا۔ چنانچہ ”نیو اور لینز“ امریکہ کا ایک بڑا شہر ہے، پانی اس پر چڑھ ڈالا اور یہ پورے کا پورا اس میں غرق ہو گیا۔ پچیس ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے اور ڈیڑھ لاکھ غلام تیس برباد ہو گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی حکمت غالب آتی ہے تو وہ بڑے بڑوں کو تھ ڈال دیتے ہیں۔

زلزلہ آنے کی وجوہات

یہ زلزلے آخر کیوں آتے ہیں۔ اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں، طبعی وجوہات اور شرعی وجوہات۔

طبعی وجوہات

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو اسباب کے تحت بنایا ہے۔ جو بھی ارضی و سماوی آفات آتی ہیں وہ طبعی اصولوں اور طبعی اسباب کے تحت ہی آتی ہیں۔ سائنس ان کو Explain (وضاحت) کرتی ہے۔ سائنسدان اپنی ریاضیاتی مساواتوں اور فارمولوں کو لاگو کر کے یہ بتا سکتے ہیں کہ طوفانی لہروں کی ممکنہ سپیڈ توڑت اور اونچائی کیا ہو سکتی ہے۔ جغرافیہ دان یہ بتا سکتے ہیں کہ زمین کی کن پلیٹوں کے مل جانے سے یہ زلزلہ آیا ہے۔

مثلاً آج کی سائنس زلزلہ کی جو وجہ بیان کرتی ہے وہ یہ کہ جب سے زمین بنی اس کے مرکز کے اندر اس وقت سے آگ موجود ہے، لوہا جس درجہ حرارت پر پھل جاتا ہے اس سے بھی زیادہ گرمی زمین کے اندر موجود ہے۔ جتنا زمین کی گہرائی میں جائیں گے حدت بڑھتی چلی جائے گی۔ اس گرمی کی وجہ سے بسا اوقات زمین کے اندر سکڑاؤ اور پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے اور مختلف جمیں اپنی جگہ چھوڑتی ہیں۔ زمین کی ان پلیٹوں کے پٹنے کی وجہ سے زلزلے آتے ہیں۔

سائنس کی ناکامی

حقیقت یہ ہے کہ سائنس کا دائرہ کار محدود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت غالب آتی ہے تو سائنس بھی ہاتھ جوڑ دیتی ہے۔ وہ کیسے؟ سائنس پڑھنے والے حضرات یہ جانتے ہیں کہ جتنے بھی سائنسی اصول اور مساواتیں ہوتی ہیں ان میں کچھ پیرامیٹرز اور کچھ Variable (متغیر) ہوتے ہیں جن کو حل کر کے متعلقہ نتیجہ تک

تکلیف ہوتا ہے۔ ان پیرامیٹرز کی تخلیق اور ان میں تبدیلی یہ کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہوتی یہ اللہ ہی کی اختیار میں ہوتی ہے۔ کسی ایک پیرامیٹر میں تھوڑی سی بھی تبدیلی نتیجے کو کچھ کا کچھ کا بنادیتی۔ سائنسدان ان کا حساب تو کر سکتے ہیں لیکن نہ ان کو تخلیق کر سکتے ہیں نہ تبدیل کر سکتے ہیں اور نہ پیدا ہونے سے روک سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس باوجود اتنی ترقی اور ریسرچ کے صرف یہ بتا سکی ہے کہ طوفان کیوں اور کیسے آیا ہے؟ لیکن اس سے جو تباہی مقدر ہوتی ہے وہ اسے روک نہیں سکتے۔ دیکھ لیں امریکہ جیسا ترقی یافتہ ملک جو اپنے آپ کو سپر پاور کہتا ہے وہ بھی اپنی ریاستوں کو اس تباہی سے نہ بچا سکا۔ اللہ کی مشیت غالب آئی تو وہ بھی دوسروں سے امداد کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا۔

اسی طرح سائنس زلزلے کا مرکز زلزلے کی شدت اور گہرائی تو بتا سکتی ہے۔ لیکن کب آئے گا؟ اور کہاں کہاں کتنی تباہی پھیلانے کا اس بارے میں باوجود اتنی ریسرچ کے سائنس گنگم ہو جاتی ہے۔

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (الحملک) ۱۰۱

(کہہ دو کہ اس کا علم تو فقط اللہ ہی کے پاس ہے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں)

شرعی وجوہات

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زمین کے کس حصے کی پلینیں ہلتی ہیں؟ اور کب ہلتی ہیں؟ یہ پلینیں روز روز کیوں نہیں ہلتیں؟ کیا کوئی اندھا قانون ہے جو ان کو ہلاتا ہے؟ ان سوالوں کا جواب ہمیں شریعت دیتی ہے۔

شریعت یہ کہتی ہے کہ طبعی اسباب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ہیں اللہ تعالیٰ بندوں سے خوش ہوں تو اسباب بندے کے موافق ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں تو اسباب بھی ناموافق ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات کسی جگہ کے لوگوں کے اعمال خراب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو وہ ناراض کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کی

تنبیہ کے لئے اور انہیں مزہ چکھانے کے لئے زمین کو حکم دے دیتے ہیں کہ تھوڑا ان کو جھکا دے دو تو زمین جھٹکا دے دیتی ہے۔ یا سائنس کی زبان میں یوں کہنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے خوش ہوتے ہیں تو جغرافیائی اور ماحولیاتی پیرامیٹرز کو بندوں کے موافق بنا دیتے ہیں اور جب ناراض ہوتے ہیں پیرامیٹرز میں ایسی تبدیلی آتی ہے کہ لوگ آفات میں جکڑے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنُبِهِ ۖ فَوَاسِقَهُمْ مِّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۖ وَ مِنْهُمْ
مَّنْ أَخَذَتْهُ الصُّيُفَةُ ۖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَسَفْنَا بِهِ الْآرْضَ ۖ وَ مِنْهُمْ
مَّنْ أَعْرَفْنَا ۖ وَ مَا كَانِ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ
يُظْلِمُونَ (العنکبوت ۴۰)

[سوان سب کو پکڑا ہم نے ان کے گناہوں کے سبب۔ سوان میں کچھ ایسے تھے کہ بھیجی ہم نے ان پر پتھراؤ کرنے والی ہوا۔ اور کچھ ایسے تھے کہ انہیں ایک زبردست دھماکے نے آلیا۔ اور کچھ ایسے تھے کہ دھنسا دیا انہیں ہم نے زمین میں۔ اور کچھ ایسے تھے کہ جنہیں غرق کر دیا۔ اور اللہ نہیں ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں]

ایک اور جگہ پفرماتے ہیں:

وَ إِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَوْمًا مِّنْ قَوْمِكَ فَأَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ
عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَكَا مَرَفِيهَا تَذْمِيرًا (اسراء: ۱۶)

[اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کسی بستی کو ہلاک کرنے کا، حکم کرتے ہیں اس کے خوشحال لوگوں کو سودہ نافرمانیاں کرتے ہیں بس پھر ہماری بات ان کے بارے میں حق ہوتی ہے اور ہم پھر ان کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں]

یعنی جو ان کے صاحب استطاعت، مالدار لوگ ہوتے ہیں ان کو حکم دیتے ہیں کہ یوں دین پر زندگی گزارو، لیکن وہ نافرمانیاں کرتے ہیں اور فسق و فجور میں پڑ

جاتے ہیں، اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی بجائے اپنی مرضی لوگوں پر مسلط کر دیتے ہیں۔ جس وجہ سے ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ لَّوْنِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَمِسَّكُمْ شَيْعًا وَيَذِقَ بَعْضُكُم بِأَمْسِ بَعْضٍ ط أَنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ (الانعام: ۶۵)

[کہہ دو کہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں آپس میں گروہ گروہ کر کے بھڑا دے۔ دیکھو کہ ہم کس طرح ان کے سامنے اپنی نشانیوں کو اڈلتے بدلتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں]

ہاں البتہ اگر لوگ نیک، تقویٰ پر پیر گاری اور عبادت گزاری والی زندگی اختیار کرنے والے ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ ان آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ دلیل قرآن پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ۝

[اور نہیں ہے تیرا رب ایسا کہ ہلاک کرے کسی بستی کو اور اس بستی والے نیک کام کرنے والے ہوں]۔ (ہود: ۱۱۷)

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ احد پہاڑ پر موجود ہیں، یہ جو پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، احد ایسا پہاڑ ہے کہ یُسْحِتُنَا وَ نَحْبِئُهُ۔ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اس پہاڑ پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں، سیدنا صدیق اکبر ؓ موجود، سیدنا عمر ؓ موجود، سیدنا عثمان غنی ؓ موجود۔ اچانک پہاڑ کے اندر زلزلے کی کیفیت محسوس ہوئی، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسے پہاڑ! تو کیوں ہلتا ہے؟ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہداء موجود ہیں۔ نبی علیہ السلام نے یہ ارشاد

فرمایا اور زلزلہ اسی وقت ختم ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے اور حضرت عمرؓ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ اچانک زمین ہلنے لگی۔ آپؓ نے زمین پر اپنا پاؤں مارا اور کہا کہ ”اے زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا“ زلزلہ فوراً بند ہو گیا۔

تو معلوم ہوا کہ جب نیک لوگ ہوں گے تو طبعی طور پر بھی زلزلے آئیں گے تو روک دیے جائیں گے۔ اور جب فسق و فجور بڑھ جائے گا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے زلزلے آئیں گے اور بندوں کو اپنی اوقات یاد دلانے کے۔ تو یقیناً برائیاں ہوتی ہیں، گناہ ہوتے ہیں جن کے یہ اثرات ہوتے ہیں۔ چنانچہ پہلی امتوں کو بھی ان کے گناہوں کی سزا مختلف کی صورت میں دی گئی۔

قوم شعیب پر عذاب

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم وہ قوم تھی جو ناپ تول میں کمی بیشی کرتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام ایک غرمہ تک ان کو سمجھاتے رہے۔ لیکن قوم باز نہ آئی آخر ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاَخَذْنَاهُمُ الرِّجْفَ ثُمَّ صَبَّحُوا طَبَعًا يَوْمَئِذٍ ۚ (۱۱۶/۹۱)

اور سو آگیا ان کو سخت زلزلہ لے نے اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے |

اب آپ یہ نہ سوچیں کہ ناپ تول میں کمی فقط دوکاندار بیٹھ کر کرتا ہے۔ وہ بھی ناپ تول میں کمی ہوتی ہے لیکن ناپ تول میں کمی تو ہر جگہ ہو رہی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ایک حقوق کا میزان متعین کر دیا۔ آج بیوی خاوند کے حقوق پورے نہیں کر رہی، خاوند بیوی کے حقوق پورے نہیں کر رہا۔ اولاد اور ماں باپ کے درمیان حقوق کا میزان، پردوسی اور پڑوسی کے درمیان میزان، مسلمان بھائی اور بھائی

کے درمیان میزان، چنانچہ اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں تو اپنا حق پورا لے لوں اور جب دینے کا وقت آئے تو مجھے حق پورا سند دینا پڑے۔ یہ ^{مطففین} ^{مطففین} ہیں، ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝
إِذَا كَانُوا لَهُمْ أَوْزَارًا هُمْ يُوْخِشُونَ ۝ (المطففين: ۲، ۳)

[نہایتی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے۔ وہ لوگ کہ جب لیتے ہیں لوگوں سے تو ناپ تول کر پورا لیتے ہیں۔ اور جب ناپتے ہیں ان کیلئے یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں]

لینے کا وقت آئے تو چاہتے ہیں، سب مجھے محبت دیں، سب پیار دیں، میرے تمام معاملات کو پورا کر دیں۔ اور جب خود حق دینے کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں کہ میرے اوپر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ناپ تول میں کمی بیشی ہے۔ تو قوم شعیب کے اوپر اگر اس وقت کے ناپ تول میں کمی بیشی پر زلزلہ آیا تو آج حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو ہم کمی بیشی کر رہے ہیں، اس کی وجہ سے اگر یہ زلزلہ آگیا تو کون سی عجیب بات ہے؟

قوم موسیٰ پر عذاب

دیکھئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم کے چالیس بندے گئے تھے کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیسے ہم کھای فرماتے ہیں۔ چلے گئے، جب اللہ تعالیٰ نے ہم کھای فرمائی تو پھر کٹ جتنی کرنے لگے، چلے بہانے بنانے لگے کہ ہمیں کیا پتہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے۔ جب انسان سچ کو جھٹلاتا ہے نا، پھر اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے، غضب آتا ہے۔ اور آج بھی آپ دیکھیں کہ بعض لوگ ہوتے ہیں ان کے سامنے شریعت کی کوئی بات کی ہمارے جائے تو آگے سے کٹ چھپا کر دیتے ہیں، یہ جی ایسے کیوں ہے اور یہ ایسے کیوں ہے۔ جو بات عمل کرنے میں نفس پر بوجھ ہو تو

کہتے ہیں یہ تو مولویوں کی باتیں ہیں۔ ہم اپنی اوقات دیکھیں اور اپنی بات دیکھیں۔
چنانچہ ان لوگوں نے جب یہ الفاظ کہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،
فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (الاعراف: ۱۵۵)
[پس جب آنیا ان کو زلزلے نے]
زلزلہ آیا اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وہیں پر ہلاک کر دیا۔

قارون پر عذاب

قارون، حضرت موسیٰ کے زمانے کا ایک ارب پتی تھا۔ اسے جب نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی کہ اللہ نے تمہیں اتنا دیا ہے تم اللہ کا شکر ادا کرو اور بجائے دوسروں پر ظلم کرنے کے ان سے خیر خواہی کرو صدقہ خیرات کرو۔ وہ کہنے لگا کہ کیوں یہ مال تو میں نے اپنی قابلیت سے اور اپنے ہنر سے کمایا ہے، کسی نے میرے پر کوئی احسان نہیں کیا۔ آج قارون تو نہیں، قارون کا دل رکھنے والے بہت سارے لوگ موجود ہیں۔ جسم قارون کا نہیں ہے، لیکن ان کے سینے میں حسرتیں، آرزوئیں قارون والی ہی موجود ہیں۔ وہ بھی کیا کہتے ہیں؟

يَلَيْتُ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ (القصص: ۷۹)

[اے کاش! ہمارے پاس بھی اتنا ہوتا جتنا کہ قارون کو ملا تھا]

ایک جیسا دامغ رکھنے والے، ایک جیسا دل رکھنے والے، جب اس کو زکوٰۃ دینی پڑی تو وہ تڑپا اور آج جب اس امت کے قارونوں کو زکوٰۃ دینی پڑتی ہے تو ان کو دکھ ہوتا ہے۔ پریشانی ہوتی ہے۔ ان کو بوجھ نظر آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ قارون کو اس کے خزانے سمیت زمین کے اندر دھنسا دیا۔ ارشاد فرمایا:

فَنَحْنُ فِيهِ وَبِذَلِكَ الْأَرْضَ (القصص: ۸۱)

[پس دھنسا دیا اسے اور اس کو گھر کو زمین میں]

دھنسنے کا منظر

یہ ہم کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں ہم نے ایک جگہ دھنس جاتی ہوئی زمین کا نظارہ بھی دیکھا۔ ایک ایسی جگہ پر گزر رہے تھے، وہاں زمین کا کچھ حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہاں جو چیز بھی چلی جاتی ہے وہ زمین میں دھنس جاتی ہے۔ کسی نے درست کی کوئی نو دس فٹ لمبی ٹکڑی کاٹی۔ اور اس ٹکڑی کو اس نے پوں کر کے پھینکا جیسے تیر پھینکتے ہیں، وہ زمین کے اندر جا کے لگ۔ گئی۔ ریت کی زمین بھی، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چند منٹ کے اندر وہ دس فٹ کی ٹکڑی پوری کی پوری زمین کے اندر غائب ہو گئی۔ اس نے کہا کہ جی اس جگہ کے اوپر انسان، حیوان کوئی بھی آ جائے وہ زمین کے اندر چلا جاتا ہے۔ یا میرے اللہ! اتنا اس دن عبرت ہوئی کہ ہم اگر اپنی آنکھوں سے اس ٹکڑی کو زمین میں دھنسا دیا تو پھر قارون کو بھی تو اسی طرح رہا۔ نے دھنسا دیا ہوگا۔

چار طرح کے عذاب

احادیث میں اس امت پر چار طرح کے عذابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔
 1. خسف، زمین کے اندر دھنس جانا۔ انسان دھنس جائے، مکان دھنس جائیں، پوری بہشتی دھنسا دی جائے، ایسا بھی اس امت پر عذاب آئے گا۔
 2. مسخ کہ ایسے بھی کچھ لوگ ہوں گے کہ جن کی شکلیں مسخ کر دی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے اوپر ایسا عذاب آئے گا۔
 3. رجف، عربی میں رجف زلزلے کو کہتے ہیں تو زمین میں زلزلے کا آنا، اس طرح کا بھی عذاب دیا جائے گا۔
 4. قذف اور آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دیا جانا۔ ایسا بھی اس امت میں ہو گا۔ تو چار طرح سے اس امت پر اس کے گناہوں کا وبال آ سکتا ہے۔

زلزلے کیوں آتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس دنیا میں بغیر کسی گناہ کے سزا نہیں دیتے۔ وہ کوئی آج چودھویں صدی کے دفتر کے افسر کا ذہن رکھنے والے نہیں ہیں۔ آج کے دفتر کا افسر تو لوگوں کو دکھانے کے لئے، تنگ کرنے کے لئے، لوگوں کو پریشان کرتا ہے۔ اللہ رب العزت تو رحیم و کریم ذات ہیں، یہ بندوں کی اپنی نالائقی اور کوتاہی ہے کہ وہ اپنے عملوں سے اس رحیم و کریم ذات کو ناراض کر لیتے ہیں۔ انسانوں کے برے اعمال ہی زلزل آنے کی وجہ بنتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا، ام المؤمنین! زلزلے کیوں آتے ہیں؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ

جب عورتیں غیر مردوں کے لئے خوشبو استعمال کریں۔ یعنی خوشبو استعمال کرنے کا مقصد کیا ہو؟ خاوند کے لئے نہیں بلکہ غیر مردوں کے لئے خوشبو لگا سکیں۔ شادی کی تقریب ہے، سکول کی تقریب ہے، بازار خریداری کے لئے جانا ہے، غیر مردوں کی نیت سے عورتیں اپنے جسم پر خوشبو لگا سکیں گی۔

دوسرا فرمایا کہ جب عورتیں غیر محرم مرد کے سامنے تنگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کریں۔ یعنی زنا عام ہو جائے۔

اور تیسرا فرمایا کہ جب شراب اور موسیقی عام ہو جائے۔ تو یہ وہ گناہ ہیں کہ جن کی وجہ سے تم زلزلوں کی توقع رکھنا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے ایک عجیب بات کہی فرماتے ہیں:

مَا ظَهَرَ فِي قَوْمٍ الزَّلَازِلُ وَالْبَرِّيَا إِلَّا أَهْلُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللَّهِ

(الترغیب وترہیب: ج ۴ ص ۸۵)

[جب کسی قوم کے اندر سود اور زنا، یہ دو چیزیں عام ہو جاتی ہیں، وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے لئے پیش کر دیا کرتی ہے]

تو سود اور زنا کا عام ہونا اللہ کے عذاب کا سبب بن سکتا ہے۔

اپنا موازنہ کیجئے

دیکھئے کہ ان اقوال سے یہ معلوم ہوا کہ زنا، موسیقی، شراب اور سود جب کسی قوم میں عام ہو جائے تو وہ قوم اللہ کے عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔ اب ہم ذرا اپنا موازنہ کریں کہ آج یہ چاروں چیزوں ہماری قوم کی کھٹی میں پڑ گئی ہیں یا نہیں؟

موسیقی عام ہوگئی

موسیقی تو ہماری قوم کے حراج میں یوں رچ بس گئی ہے کہ اس کے بغیر کوئی کام ہوتا ہی نہیں۔ جب تک ساتھ بیک گراؤنڈ موسیقی نہ چل رہی ہو نہ ہمارے ہاتھ ملتے ہیں نہ دماغ چلتا ہے۔ اب تو کوئی شریف آدمی اس اعنت سے اپنے آپ کو بچانا بھی چاہے تو نہیں بچا پاتا۔ سفر میں جائیں تو ہر دیننگ لاؤنج میں موسیقی، ہر گاڑی میں موسیقی۔ دفاتروں میں جائیں تو موسیقی، ٹیلی فون انٹاکس میں تو موسیقی بازار شاپنگ کیلئے جائیں تو موسیقی اور اب تو مسجدوں میں نماز کیلئے جائیں تو وہاں بھی موسیقیوں پر موسیقی بجا رہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ ہم نے طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ قریب ایک نوجوان بچہ تھا اس کی ٹیلی فون کال آئی تو ایک انڈین گلوکارہ کے گانے کی آواز طواف کے دوران وہ سن رہا تھا۔ الامان والو! یہ تو حال ہو گیا ہے ہمارا۔ پھر عذاب نہ آئیں تو کیا ہو۔

زنا عام ہو گیا

زلزلوں کے آنے کی ایک وجہ یہ بتائی گئی کہ زنا عام ہو جائے گا۔ آج ہم اپنے معاشرے کو دیکھ لیں زنا اور اس کے لوازمات کس قدر عام ہو گئے، عریانی فحاشی کس قدر عام ہو گئی۔ آج عورت گلی بازاروں میں عریاں ہو کر نکلتی ہے مردوں کو دعوتِ نظارہ دیتی ہے اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ ماڈلنگ کے نام پر عورت کو عریاں سے عریاں تر

کر کے دکھانے کا باقاعدہ ایک کاروبار جاری ہے۔ ٹی وی و اخبار پر حیا سوز اشتہارات سڑکوں چوراہوں پر عورت کے قد آدم پوشہ عریانی کے بازار کو گرم کرنے کیلئے کافی ہیں۔ دیکھیں کہ زنا کس قدر عام ہو گیا۔ ڈرامہ، تھیٹر اور سینما میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ ڈانس کلب کھلنا شروع ہو گئے ہیں۔ قحبہ گری کے اڈے خفیہ اور علانیہ قائم ہیں۔ بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب کے پر مشوں کے ساتھ جوانی بانٹی جاتی ہے۔ بڑے دڑیوں کے ڈیروں پر کس کس کی عصمت کو تار تار کیا جاتا ہے۔ اہل ہوس کا جی پھر بھی نہیں بھرتا وہ تو میراٹھن ریس کا اہتمام چاہتے ہیں تاکہ سچ بازار بنگا ناچ ناچا جائے۔

سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے جس دن یہ زلزلہ آیا اس رات کو مظفر آباد کے ایک بڑے ہوٹل میں محفل موسیقی کا انعقاد کیا گیا جس میں نو جوان لڑکے اور لڑکیاں شریک تھیں۔ جب زلزلہ آیا تو وہ ہوٹل زمین بوس ہوا اور بعد میں اس ہوٹل کے بلے سے لڑکے اور لڑکیوں کی نیم برہنہ لاشوں کو اٹھایا گیا۔ اب بتائیں یہ تو حال ہے اس روشن خیال قوم کا کہ رمضان المبارک کا مہینہ رحمت کا عشرہ اور بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے استفادہ کرنے کے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی جا رہی ہے اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں۔ پھر عذاب نہ آئے تو اور کیا ہو۔

ٹی وی..... فروغ زنا کا بڑا ذریعہ

اللہ محفوظ فرمائے اس نیلی ویرن سے اس نے تو عریانی اور فحاشی کو ہر گھر کے بیڈ روم تک پہنچا دیا ہے۔ شیطان کے ایجنٹوں نے ایسے ایسے پروگرام بنانے شروع کر دیئے ہیں کہ ثقافت کے نام پر فحش اور آرٹ کے نام پر تفریح اور معلومات کے نام پر فحاشی کا سلو پوائزن قوم کی رگوں میں اتارا جا رہا ہے۔ اور المیہ یہ کہ یہ سارا گند پھیلانے والے ایکٹروں (کرداروں) کو بہت بڑا ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور انہیں بڑے بڑے انعامات اور ایوارڈوں سے نواز جاتا ہے۔ بہترین کارکردگی

دکھانے والی اداکاراؤں کو یعنی کہنا چاہیے کہ شریعت کی رو سے سب سے گھناؤنا کردار ادا کرنے والیوں کو پرائڈ آف پرفارمنس دیا جاتا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس قوم کے ہیر و اور قابل فخر نمونے یہ لوگ ہوں اس قوم پر عذاب نہ آئے تو اور کیا ہو۔

سکرین..... آج کی قوم کا قبلہ

اور قوم نے بھی حد کر دی وہ بھی ہر وقت سکرین سے ہی چٹٹی رہتی ہے۔ ڈرامے اور فلمیں ہیں، کیبل ہے، انٹرنیٹ کی مصیبت ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے قبلہ بدل گیا ہے۔ اب سکرین قبلہ بن گئی ہے۔ مومن کو حکم دیا گیا تھا دن میں پانچ دفعہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو متوجہ جہاں الی جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اور آج کے لوگوں نے اس سکرین کو اپنا قبلہ بنالیا۔ نماز پڑھیں نہ پڑھیں اس سکرین کے قبلہ کی طرف روز توجہ کر کے بیٹھتے ہیں۔ کئی روزہ دار بھی روزہ رکھتے ہیں اور روزہ گزارنے کیلئے سارا دن سکرین کے سامنے بیٹھے فضولیات سے اپنا دل بہلاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہے؟ اعلائیہ گناہ بھی عام ہوتے جا رہے ہیں اور خفیہ گناہ اس سے بھی زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔

اور یہ انٹرنیٹ یہ عاجز تو انٹرنیٹ کو Enter net کہتا ہے۔ یعنی Enter in to the net (جال میں داخل ہو جاؤ)۔ نوے سال کا بوڑھا بھی آج انٹرنیٹ کی گندگی سے محفوظ نہیں۔ اس عمر کے بوڑھے بھی انٹرنیٹ پر عریاں فلموں کی ویب سائٹ کھول کر اپنے آپ کو جوان بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا بھی ہوا کہ ایک کمرے میں ماں انٹرنیٹ پر بیٹھی ہے دوسرے میں بیٹا بیٹھا ہے۔ اب دونوں آپس میں محبت کی باتیں کر رہے ہیں اور آخر پر پتہ چلتا ہے کہ وہ ماں اور بیٹے کا کنکشن تھا۔ میرے دوستو جب یہ حالات ہو جائیں تو سوچئے کہ انجام کیا ہوگا۔

سود عام ہو گیا

قرآن پاک میں سود کے لین دین کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا۔ لیکن ہمارا تو سارا لین دین ہی سودی ہے۔ کوئی چاہے نہ چاہے سود میں ملوث ہوئے بغیر چارہ نہیں۔ جب تمام بینک ہی سودی کاروبار کر رہے ہیں تو ہر پے منٹ بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر اس چکر میں سے گزر کر آتی ہے۔ گویا سود کی ظلمت اس قدر پھیل چکی کہ کوئی بچنا بھی چاہے تو بچ نہیں پاتا۔ بعض اہل درو علماء نے اس کو بند کروانے کی کوششیں بھی کیں عدالتی سطح پر یہ تسلیم کروایا گیا کہ ملک میں اس کو ختم کر کے متبادل نظام لایا جائے۔ لیکن حکومت وقت نے ہی عمل درآمد نہ ہونے دیا۔ اور اس بارے میں طے شدہ فیصلوں کو بدلوانے کیلئے عجیب طرح کے کھیل کھیلے گئے۔ اب بتائیے کہ جب کوئی احکامات الہی کا یوں مذاق اڑائے تو یہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہوتی ہے یا نہیں۔

اپنی اوقات یاد رکھیں

میرے دوستو! ایک چھوٹا سا جھوٹا لگا ہے دیکھیں کہ کیا حال ہو گیا ہے ہمارا۔ یہ اوقات ہے انسان کی۔ اور انسان کا حال دیکھو، اس کی غفلت کا یہ عالم کہ ذرا کھانے کو روٹی مل جائے تو یہ خدا کے لہجے میں بولنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو کچھ مال مل جائے، تو اس کی آواز میں مال کی جھنکار شامل ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب نے اپنے ایکشن میں سلوگن لکھا:

”ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا، آئے دنیا ہمارے ساتھ چلے“

اب یہ خدا لہجے ہے یا نہیں؟ ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا، آئے دنیا ہمارے ساتھ چلے۔ انسان کو جب کھانے کو مل جاتا ہے تو یہ اپنی اوقات بھول جاتا ہے۔

میرے دوستو یہ بڑا ڈرنے کا مقام ہے۔ ہم نے ان اسباب کو اختیار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بنتے ہیں۔ اور حالات د

واقعات بتا رہے ہیں کہ اللہ کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔

زلزلہ قیامت کی یاد دلاتا ہے

یہ زلزلہ ہمیں قیامت کے زلزلے سے ڈرانے کیلئے ہی آیا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لگائے ہوئے ایک جھٹکے نے انسان کا کیا حال کر دیا۔ بڑے بڑے مکانات اور عمارات اس طرح زمین پر آپڑیں جیسے وہ ریت کے گھروندے ہوں۔ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گئے۔ سرسبز پہاڑ ایک آن میں یوں غبر ہو گئے جیسے کبھی ان پر سبزہ تھا ہی نہیں۔ بڑی بڑی چٹانیں دھول اور مٹی کی طرح اڑ گئیں۔ جانی نقصان کا تو شمار ہی نہیں۔ جب ایک چھوٹے سے جھٹکے نے یہ حال کر دیا تو جب وہ بڑا جھٹکا قیامت کا آئے گا تو ہمارا کیا حال ہوگا۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۖ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۖ
وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا؟ (الزلزال)

[جب ہلا دی جائے گی زمین اپنی پوری شدت سے۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال باہر کرے گی۔ اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوا؟]

جب یہ زلزلہ آیا تو ان لمحات میں وہاں موجود ہر انسان کی کیا کیفیت تھی۔ چند لمحے تو وہ اسی حیرت میں رہے کہ یہ ہوا کیا ہے۔ اس سے ذرا تصور کریں قیامت کے وقت انسان کا کیا حال ہوگی۔ ایک اور جگہ پر فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرْوُهَا تَنْذَهُلٌ كَلٌّ مُرْضِعَةٌ هَمًّا أَوْ ضِعْثٌ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَهَٰهُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (الحج: ۱)

[اے لوگو! اور اپنے رب سے۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے۔ اس دن تو دیکھو گا کہ غافل ہو جائے گی ہر ایک دودھ پلانے والی اپنے

بچے سے۔ اور ہر ایک حاملہ اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تم دیکھو گے کہ لوگ جنوں
گے مدہوش لیکن وہ نشے میں نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت

ہے۔ بالکل یہی حالت زلزلے کے وقت وہاں کے لوگوں کی بھی تھی۔ بتاتے والے
بتاتے ہیں۔ جب جھٹکے آئے تو ایسا نفسا نفسی کا عالم تھا کہ ہر کوئی اپنے اڑوس پڑوس،
عزیز رشتہ داروں سے بے خبر اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا۔ اور ان پر ایک گھبراہٹ کی
حالت طاری تھی جس نے ہوش اڑا دیے تھے۔ لیکن میرے دوستو! یہ جھٹکا تو کچھ بھی
نہیں قیامت کا جھٹکا تو بہت سخت ہوگا۔ اس سے ذرا تصور کریں کہ قرآن ہمیں کس
عظیم حادثے سے ڈراتا ہے۔

الْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا أَذْرَاكَ مِنَ الْقَارِعَةِ ۝ يَوْمَ يَكُونُ
النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
الْمَنْفُوشِ ۝ (القارعة: ۱-۴)

اکھڑا اکھڑانے والی اور تمہیں کیا معلوم کھڑکھڑانے والی کیا ہے۔ بس دن ہو
جائیں گے انسان چنگوں کی مانند۔ اور پہاڑ ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی
روٹی۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ زلزلے سے پہلے ایک زور دار آواز سنی گئی پھر ہر چیز ملیامیت
ہو گئی۔

إِن تَحَاثُّ إِلَّا ضِجَّةً وَاجِدَةً فَإِذَا هُمْ خُمُودٌ ۝ (نہل: ۲۹)

[مگر تھی وہ ایک چنگھاڑ جس سے ایک دم وہ سب ہلاک ہو گئے]

تو یہ چھوٹے عذاب بھیج کر اللہ تعالیٰ آنے والے بڑے عذاب سے ڈراتے

ہیں۔

كَذَلِكَ الْعَذَابُ ۝ وَالْعَذَابُ الْأَجْرَةُ الْأَخْشَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

[ایسا ہوتا ہے عذاب۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے کاش کہ وہ جانتے]

(القلم: ۳۳)

کتنی ہی جگہوں پر تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو وارننگ دی ہے۔

فَإِذَا جَاءَتْ الطَّائِفَةُ الْكُفْرَىٰ ۝ (النزعت: ۳۳)

پھر جب آئے گی وہ بہت بڑی آفت۔

فَإِذَا جَاءَتْ الضَّائِقَةُ ۝ (عبس: ۳۳)

پھر جب آئے گی وہ بہرا کر دینے والی آواز

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لَوْفَعَتِهَا كَذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ إِذَا

رُجِبَتِ الْأَرْضُ رَجًا ۝ وَ بُسِبَتِ الْجِبَالُ بَسًا ۝ فَيَكَاثُ ۝ هَيَاءً مُنْبِتًا ۝

۝ (الواقعة: ۱-۶)

[جب پیش آئے گا وہ واقعہ تو نہ ہوگا کوئی اسے جھٹلانے والا۔ ہو جائے گا سب

کچھ تہہ و بالا۔ جب بلا دی جائے گی زمین یکبار۔ اور ریزہ ریزہ کر دیے

جائیں گے پہاڑ] (واقعہ: ۵)

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ وَ حُمِلَتِ الْأَرْضُ وَ

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝

(الحاقة: ۱۳، ۱۴، ۱۵)

[پھر جب پھونکا جائے گا صور ایک بار۔ اور اٹھائے جائیں گے زمین اور

پہاڑ۔ پھر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اک چوٹ میں۔ سو اس دن قیامت ہوا ہو

جائے گی]

ہمیں یہ چاہئے کہ ہم اس زلزلے کے آنے سے عبرت پکڑیں اور سوچیں کہ ابھی

تو یہ تھوڑی سی زمین ہلائی گئی تو ہمارا یہ حال ہو گیا جب قیامت کا زلزلہ آئے گا تو ہمارا

کیا بنے گا۔ اور قیامت کو بھی دور نہ سمجھیں اس لئے کہ قیامت کی نشانیاں پوری ہو رہی

ہیں۔ زیادہ پوری ہو چکی ہیں تھوڑی باقی ہیں۔

قرب قیامت کی نشانیاں

حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے ہونے والے بہت سے حالات و واقعات کی پیش گوئی اپنی زبان نبوت سے فرمادی تھی اور بہت سی علامات قیامت کی نشاندہی بھی فرمادی تھی۔ چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک
شیئا یكون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعة الا حدث بہ
حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ. (مشکوۃ: باب الفتن)

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے ہمارے درمیان اور وعظ فرمایا اور ہمیں فتنوں کے ظاہر ہونے کی خبر دی۔ اور اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام باتوں کے بارے میں بتایا کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ جس شخص نے اسے یاد رکھا اور اسے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

تو حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام فتنوں کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا تھا۔ کتب حدیث میں ایک باب اشراط الساعة کے عنوان سے بنایا گیا ہے جس میں ان تمام احادیث کو اکٹھا کیا گیا جن میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان علامات کو بیان فرمایا ہے جو قیامت سے پہلے ظہور پذیر ہوں گی۔ بہت سی روایات میں قرب قیامت کی ایسی نشانیاں بتائی گئیں جو آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ اس میں سے بعض علامات آپ کو بھی بتاتے ہیں۔ ان پر ذرا غور کریں۔

جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر اس میں راستے بنالیے جائیں

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنادیے جائیں اور جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں تو تم قیامت کا انتظار کرنا۔

چنانچہ جو لوگ آج حج اور عمرے کا سفر کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ پہاڑوں کو چیر کر ان کے اندر نسل (سرنگیں) بنادی گئیں۔ انٹر نل رنگ روڈ اور ایکسپریس رنگ روڈ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے واقعی پہاڑوں کا پیٹ چیر کر انہوں نے راستے بنا دیے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے نگاہ نبوت ہزاروں سال پہلے اس منظر کو آنکھوں سے گویا دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ اس زمانے میں ایسی نشانوں کا ذہن میں تصور بھی نہیں آ سکتا تھا کہ پہاڑوں کو کھود کر اندر سے راستے بھی بنائے جاسکتے ہیں۔

جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں

مزید فرمایا کہ جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں۔ اور آپ جا کر دیکھیں، حرم شریف کے بالکل قریب جو ہوٹل بنے ہوئے ہیں وہ قریب کے پہاڑوں سے بھی اب زیادہ اونچے ہو گئے ہیں۔ جس زمانے میں ایک منزلہ عمارت ہوتی تھی شاید ہی کوئی بندہ دوسری منزل بناتا ہوگا۔ مشینری نہیں تھی، ٹیکنالوجی نہیں تھی۔ اس زمانے میں یہ کہہ دینا کہ پہاڑوں سے اونچی عمارتیں ہو جائیں گی یہ فقط گمان اور خیال کی بات نہیں بلکہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو دیے ہوئے علم کی بات ہے۔ آج ہم ان نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

جب اہل عراق کا کھانا پینا بند کر دیا جائے

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لئے ہوئے تھے کہ بہت زور سے آندھی آئی تو امہات المؤمنین میں سے کسی نے یہ کہہ دیا کہ ہم قیامت تو نہیں آگئی تو نبی علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

”قیامت کیسے قائم ہو سکتی ہے جب تک کہ اہل عراق کا کھانا پینا ابھی بند نہیں کیا گیا اور عرب کی زمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی“

تو وہ نشانیاں بتائیں۔ معلوم یہ ہوا کہ یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اہل عراق کے اوپر کھانا پینا بند کر دیا جائے۔ اور ہم نے چھپنے آٹھ دس سال میں کیا دیکھا کہ عراق پر ایسی

پابندیاں لگیں کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا تو درکنار بیماروں کو دوا بھی نہیں پہنچائی جاسکتی تھی۔ پوری دنیا تماشا کر رہی تھی دیکھ رہی تھی مگر کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی بیماروں کو دوا پہنچا سکے بھوکوں کو کھانا کھلا سکے۔

جب عرب کی زمین سرسبز ہو جائے گی

اور دوسری بات کہ عرب کی زمین سرسبز نہیں ہوئی۔ ایک وقت تھا جب عرب کی زمین میں خشک زمین زیادہ تھی۔ پہاڑی یا ریتیلی زمین تھی سبز نہیں تھا۔ اب تو ماشاء اللہ وہاں زرعی انقلاب برپا کیا جا رہا ہے اور کچھ عرصہ سے سعودی عرب اپنی گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا ہے۔ بلکہ پچھلے دو تین سال اس نے بعض ممالک کو امداد کے طور پر گندم روانہ کی۔ حج اور عمرے پر جانے والے حضرات بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ پہلے جہاں دور دور تک درخت اور سبزے کا نام نہیں ہوتا تھا وہاں اب درخت اور پودے نظر آتے ہیں۔

جب دیہاتی لوگ شہروں میں کوٹھیاں بنالیں

پھر فرمایا جب دیہاتی لوگ شہروں میں آکر بڑی بڑی کوٹھیاں بنالیں گے۔ تو اب دیکھ لیں کہ جو لوگ پہلے دیہاتوں میں ہی اپنی اپنی زمینوں پر ڈیرے اور حویلیاں بنا کر رہتے تھے اب انہوں نے شہروں میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ ان کے جی دس مرے۔۔۔۔۔ ان کے بچے اس مرے۔۔۔۔۔ فلاں کے سو مرے اور شہروں میں آکر انہوں نے بڑی کوٹھیاں بنالیں۔ نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔

جب ماں اپنی حاکمہ کو جہنم دے

جب ماں اپنی حاکمہ کو جہنم دے یعنی بیٹی اپنی ماں پر حکومت کرے اور یہ نشانی ہم نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہمارے ہاں ایک صاحبہ کی حکومت تھی ماں وزیر تھی اور بیٹی وزیر اعظم تھی۔ بیٹی اپنی ماں پر حاکمہ تھی ہم نے اپنی آنکھوں سے نشانی کو دیکھا۔

مرنے اور مارنے والے کو جرم کا پتہ نہیں ہوگا

مرنے والے کو اپنے جرم کا پتہ نہیں ہوگا۔ ایک آدمی کو مارا جا رہا ہوگا اور اسے یہ نہیں پتہ ہوگا کہ مجھے کس جرم میں مارا جا رہا ہے۔ نہ مارنے والے کو پتہ ہوگا کہ میں اسے کیوں قتل کر رہا ہوں۔ آج دیکھ لیں بے گناہ لوگ نماز پڑھنے مسجدوں میں آتے ہیں ان کی لاشیں واپس جاتی ہیں۔

صبح کو مؤمن شام کو کافر

ایک حدیث میں یہ علامت بھی بیان فرمائی گئی کہ آدمی صبح کو مؤمن ہوگا شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا صبح کو کافر ہو جائے گا۔ یہ بہت ہی ڈرنے کا مقام ہے کہ آدمی کا ایمان اس درجے تک خطرے میں پڑ جائے۔ اللہ ایمان کی محرومی سے بچائے۔ اور واقعی آج وہ پر فتن دور آچکا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ جدید دور کی روشنی نے انسان کو احکامات الہی پر بات کرنے میں کس قدر بے ہاک کر دیا ہے۔ یعنی دین اسلام کے وہ احکامات جو خصوصاً شرعیہ سے ثابت ہیں۔ اور چودہ سو سال سے متفقہ چلے آ رہے ہیں آج کے دور دانشور انہیں فرسودہ قرار دیکر ان کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔ میرے دوستو! کسی بھی حکم خداوندی کا انکار کر دینا یہ کفر ہوتا ہے۔ عمل نہ کرنا اور بات ہے اس انسان گناہ گار ہوتا ہے لیکن ایمان تو قائم رہتا ہے۔ لیکن کسی واضح حکم کا انکار ہی کر دینا یہ انسان کو کفر کے دائرے میں پہنچا دیتا ہے۔ ٹھیک ہے ہندو دنیا کے کاغذوں میں مسلمان ہی شمار ہوتا ہوگا لیکن شرعاً وہ ایمان سے خارج ہو چکا ہوتا ہے۔ تو آج کا انسان بات کرنے میں بہت ہی غیر محتاط ہو گیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ علامات قیامت پوری ہو رہی ہیں۔ اللہم احفظنا منہ

جب قرآن حلق سے نیچے نہ اترے

جب قرآن مجید پڑھنے والوں کا قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے بس آواز

تک ہے۔ بڑا ہنسنا شروع کر پڑھیں گے زیرِ بر کو خوب درست کریں گے لیکن دل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ آج کے بہت سے قاریوں کو دیکھتے ہیں بڑا افسوس ہوتا ہے۔ شریعت و سنت کا کوئی لحاظ جاہلوں اور غافلوں جیسی زندگی ہوتی ہے اور کہنے کو قاری صاحب ہوتے ہیں۔ تو یہ علامات قیامت میں سے ایک ہے۔

جب علماء اپنا ثانی نہ چھوڑیں

جب علماء اپنا ثانی نہ چھوڑیں یعنی ایسا قطب الرجال کو دور ہو کہ جو عالم جائے تو اس جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آئے۔ آج دیکھ لیں کیسے کیسے جلیل القدر علماء اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اور ان کی کمی پوری کرنے والا ان کا متبادل کوئی نظر نہیں آتا۔

جب قومی دولت کو ذاتی مال سمجھا جائے

ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے جسے حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ اس میں بہت سے علامات قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا:

إِذَا أَخَذَ الْفُلُءُ دَوْلًا

جب (غنیمت) قومی دولت کو ذاتی مال سمجھا جائے گا۔

آج دیکھیں لیں قوم کے سرمایہ پر کون لوگ عیش کر رہے ہیں۔ عوام پر لگائے ہوئے ٹیکسوں کا قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا سب بڑے صاحبوں کی جیب میں جاتا ہے جس افسر کا جتنا ہاتھ پڑتا ہے اتنا سمیٹ لیتا ہے۔ غریب عوام کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ افسر شاہی کی سہولیات اور پروٹوکول پر پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ بینکوں سے کروڑوں روپے قرض لے کر محاف کروا لیے جاتے ہیں۔ یہ ملکی دولت پر ذاتی تصرف کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

جب امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے

اور فرمایا: وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا

جب امانت کے مال کو غنیمت کا مال سمجھا جائے۔ آج آپ مکان کسی کو کرائے پر دے کر دیکھ لیں چند سال بعد وہ کہے گا یہ میرا ہے۔ آج آپ کسی کے پاس امانت رکھوائیں وہی اس میں بددیانتی کرے گا۔ امانت کو غنیمت کا مال سمجھے گا۔ حالت تو یہ ہے کہ گمنے کی بُرائی جا رہی ہوتی ہے۔ چھوٹے بڑے سب اس کو کھینچنے میں لگے ہوتے ہیں اور خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کا معاشرہ ہے اور کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ چوری ہے۔

جب زکوٰۃ کو تادان سمجھا جائے

وَالزَّكٰوٰةُ مَفْرُومًا

جب لوگ زکوٰۃ کو تادان سمجھنے لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہے اور اس میں سے اللہ نے غریبوں کا حق متعین کیا۔ مگر زکوٰۃ بوجھ نظر آتی ہے۔ میرے دوستوں یقین جانے کہ اگر ملک تمام سرمایہ دار، تاجر، اور لینڈ لارڈ پوری ایمان داری سے زکوٰۃ نکالیں تو ملک میں ایک بھی غریب باقی نہ رہے۔ پھر بیمار سسک سسک کر نہیں مریں گے۔ نوجوان بچیاں شادی کے انتظار میں بوڑھی نہیں ہوں گے۔ ناداروں کے چوہے جلتے رہیں گے۔ بے روزگاروں کی خودکشی کی خبریں سننے کو نہیں ملیں گی۔ لیکن آج کل یہ سب ہو رہا ہے کیوں قیامت کی نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔

علم کو دنیا کمانے کیلئے سیکھا جائے

فَرَمٰی: وَتُعَلِّمُ لِلْغَنِيِّ الدِّیْنَ

علم حاصل کیا جائے گا لیکن دین کیلئے نہیں۔

علم کی بڑی فضیلت ہے۔ اتنی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انما بعثت معلما میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ لیکن فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب علم کو غیر دین کیلئے سیکھا جائے گا تو یہ قیامت کی نشانیاں میں سے ہے۔ اور آج وہ وقت

آچکا۔ آج دیکھ لیں عصری علوم ہوں یا دینی علوم ہوں اس نیت سے نہیں سیکھتے کہ ہمیں اللہ کی رضا نصیب ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، فقط دنیا کمائے کیلئے، عہدے حاصل کرنے کیلئے یا اپنی قدر و منزلت بنانے کیلئے علم سیکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کو کلین شیو (واڑھی سوچھ چٹ) حفاظ بھی مل جائیں گے۔ درباری ملنا بھی مل جائیں گے۔ لچھے دار تقاریر کرنے والے خطباء بھی مل جائیں گے۔ لیکن خوف خدا رکھنے والے مخلص اور باعمل علماء کی کمی نظر آتی ہے۔

جب ماں کی بجائے بیوی کی اور باپ کی بجائے دوست کی فرمانبرداری کی جائے

وَ اطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَ عَقَى اُمُّهُ وَ اَذْنٰی صَدِیْقَهُ وَ اَقْضٰی اَبَاہُ
جب ماں کی بجائے بیوی کی فرمانبرداری کی جانے لگے اور باپ کی بجائے دوست کی بات ماننی جائے

شریعت نے تو کہا تا کہ ماں کی بات مانو۔ آج ماں کی بات کو ایک طرف رکھا جاتا ہے، بیوی کی بات کو آگے رکھا جاتا ہے۔ جب باپ کی بجائے دوست کی بات ماننی جانے لگے۔ آج وہ وقت آچکا کہ آج کا بچہ اپنے باپ سے ایسے نفرت کرتا ہے جیسے باپ سے نفرت کی جاتی ہے۔ دوست کو اپنا جمن سمجھتا ہے حالانکہ وہ کم علم بھی ہے تا تجربہ کار بھی ہے لیکن یہ اسی کے پیچھے چلے گا، اسی کا مشورہ لے گا۔ اور اپنے نیک اور دین دار باپ کو بھی اپنا دشمن سمجھے گا۔

مساجد میں شور و غل عام ہو جائے

وَ ظَهَرَتْ الْاَضْوَاثُ فِی الْمَسَاجِدِ

جب مساجد میں شور و غل عام ہو جائے، اسلام کا نام رہ جائے، قرآن کا نشان رہ جائے۔ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں۔ مسجد میں جائیں تو آداب مسجد کا خیال کرنا چاہئے۔

آج مساجد کی تعظیم و تکریم ہمارے دل سے نکل ہی گئی ہے۔ زمانے بھر کی ہمیں ہم مسجد میں بیٹھ کر لگاتے ہیں۔ کئی نو جوانوں کو دیکھا کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر آپس میں ٹھٹھا مذاق اور دھول دھپا کرتا ہیں۔ کبھی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں دیکھا کریں۔ جب کئی اعتکاف کرنے والے اور ان سے ملنے آنے والے ملاقاتی گویا مسجد کو تفریح گاہ ہی بنا لیتے ہیں۔ جو یکسو ہو کر عبادت کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی پریشان کرتے ہیں۔ تو یہ کس لئے ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت دل میں ہوتی ہے نہ مسجد قدر کی دل میں ہوتی ہے۔

جب سب سے برے لوگ قوم کے حاکم بن جائیں

وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَأَسْبَقَهُمْ وَكَانَ رُجُومَ الْقَوْمِ أَوْذَانَهُمْ
جب قبیلوں کے سردار فاسق لوگ بن جائیں اور قوم کے سب سے برے قوم کے حاکم بن جائیں

آج کیا ہو رہا ہے۔ آج جس سطح پر بھی دیکھ لیں لیڈروں کی بن سکتا ہے جو زور آور ہو، جو دوسروں کو دبا سکتا ہو، نیچا دکھا سکتا ہو۔ یا وہ جھوٹ بول سکتا ہو اور دوسروں کو یہ قیوف بنا سکتا ہو۔ یہ ممبری لینا ایک شریف انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ نہ جانے کیا کیا لڑائی جھگڑے اور دھونس و دھاندلی ہوتی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ بد معاشی کا مظاہرہ کر سکتا ہے وہی ممبری لے جاتا ہے۔ یہ تو ہے ممبری کا حال اور حکومتوں کا حال بھی دیکھ لیں۔ جن جن کرایے لوگوں کو اوپر لے جایا جاتا ہے جو آزاد خیالی اور آزادی کے داعی ہوں۔ جو دین کے خلاف بات کرنے میں جتنا زیادہ بے باک ہے وہی حکومت کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ ہیں علامات قیامت۔

جب دوسرے کے شر سے بچنے کیلئے اُس کی عزت کھجائے

وَ أَكْرَمَ النَّجْلُ مُخَالَفَةَ شَرِّهِ

جب لوگ دوسروں کے شر سے بچنے کیلئے ان کی عزت کریں۔ کیسی عجیب بات کہی۔ آج تو کسی کی عزت شائید ہی کرتا ہو کوئی دل سے، آج عزت ہو رہی ہے ظاہر داری کے طور پر، شر سے بچنے کیلئے۔ کہ اگر ہم ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملائیں گے تو یہ ہمارا جینا دو بھر کر دیں گے۔ حق بات کہی نہیں جاسکتی، شر سے بچنے کیلئے دوسرے کا اکرام کرتے ہیں۔

گانا بجانا اور ناچنے والیاں عام ہو جائیں

و ظَهَرَتِ الْفَنَائَاتُ وَالْمَعَازِفُ

گانا بجانا اور ناچنے والیاں عام ہو جائیں گی۔

اس کی تو اب بات ہی کیا کرنی۔ آپ سب جانتے ہیں کہ گرد و پیش کیا کچھ ہو رہا ہے۔ موسیقی کے بغیر تو اب کوئی کام ہوتا ہی نہیں اسی لئے موسیقی کے دلدادہ موسیقی کو روح کی غذا کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ”جب مغیہ ہرکان کے قریب گانے لگ جائے“۔ جب نیپ ریکارڈ ر آئے تھے تو ہم سمجھتے تھے کہ یہ علامت قیامت پوری ہوگئی لیکن اب تو اس سے بھی کام اوپر ہو گیا ہے۔ اب تو موبائل فونوں کی صورتوں میں شائقین ہر وقت موسیقی کو اپنے کانوں سے لگائے رکھتے ہیں اور جو نئے موبائل سیٹ آر ہے ہیں ان میں اور کوئی ٹون ہی نہیں ہے سوائے فلمی گانوں کے۔

موسیقی ہو اور تاج نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ اس لئے کہ موسیقی کے ساتھ ہی ڈانس کا داعیہ خود بخود ہی دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ڈانس کے بعد زنا کا داعیہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”موسیقی دل میں زنا کی خواہش پیدا کرتی ہے“۔ اور پھر موسیقی کے شیدائیوں کی اس خواہش کو پورا کرنے والیاں ہر سطح پر موجود ہیں۔ یہ شہر شہر منعقد ہونے والی محافل موسیقی ناچنے والیوں کے بغیر کیسے چل سکتی ہیں۔ محفل موسیقی ٹی وی پر ہو، کیبل پر ہو، میٹ پر ہو، فائبرسٹار ہوٹلوں میں ہو، کلبوں میں ہو، لوگوں کے ذاتی عشرت کدوں پر ہو ساتھ ناچنے والیاں (ڈانسر)

ضرور پائی جائیں گی۔ تو یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے۔

شراب کی کثرت ہو جائے

و شربت الخمر

شراب عام ہو جائے گی

آج شراب بھی عام ہو رہی ہے۔ کہیں خفیہ اور کہیں علانیہ اور کہیں شراب کے پرٹ کے ساتھ۔ عجیب بات کہ یہ اسلامی ملک ہے اور اس میں شراب کے بھی پرٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ جب خاص خاص دن آتے ہیں تو پھر پوچھنا ہی کیا۔ مثلاً نیوایز ٹاٹ، ویلفارن ڈے، اور بسنت وغیرہ پر تو ناؤ نوش کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ تو یہ شراب کا پینا بھی عام ہوتا جا رہا ہے۔

جب سلف صالحین کو برا سمجھا جائے

و لن نخر هذه الأمة اولها

جب بچھلے لوگ اپنے سے پہلوں والوں پر لعنت بھیجیں گے، ان کو برا کہیں گے۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں آج کیا کیا فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ایک طبقہ ہے جو جلیل القدر صحابہ کرام کو برا بھلا کہتا ہے۔ ایک طبقہ ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں پہلے والوں کی اتباع کرنے کی ضرورت ہے، وہ بھی انسان تھے ہم بھی انسان ہیں، ہم وہ کریں گے جسے ہم صحیح سمجھتے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے یہ باتیں پہلے بتادی تھیں۔ یہ قیامت کی علامات ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔

زلزلوں کا آنا آندھیوں کا چلنا، وغیرہ کثرت سے ہوگا

فليزققوا عند ذلك رنحا حمراء و زلزلة و خسفا و مسحا

قلها و ايات تتابع كبطام قطع سلكه فنتابع۔ (رد ۱ - رمذی)

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جب یہ علامات ظاہر ہوں تو اس وقت انتظار کرو سرخ

آمدنیوں کا، زلزلوں کا زمین میں دھنسا دیئے جانے کا، صورتوں کے بدلنے کا اور پتھروں کے برسنے کا۔ ہوں کہ جیسے کوئی موتیوں کی تسبیح ٹوٹے اور اس کے موتی آگے پیچھے گرتے ہیں۔ دیکھئے چودہ سو سال پہلے یہ نشانیاں بتائی گئی اور آج ان نشانیوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں۔ پچھلے چند ماہ کے عرصے میں دیکھ لیں کہارضی وسماوی آفات کس طرح یکے بعد دیگرے آرہی ہیں۔ یہ جی انڈونیشیا کے ساحلوں پر سونامی طوفان آگیا۔ پھر انڈونیشیا میں زلزلہ آگیا۔ ہندوستان میں زلزلہ آگیا۔ پھر امریکہ میں کترینا طوفان آیا پھر ایک اور ریٹا طوفان آگیا اب پاکستان میں یہ زلزلہ آگیا۔ تو یہ کیا ہے؟ زبان نبوت کی پیش گوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ زلزلوں کا آنا ہماری بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے۔

چند عجیب و غریب علامات قیامت

اور اس وقت میں چند نشانیاں اور بھی عجیب ہیں جو شاید ہمارے موجودہ حالات سے بہت قرب رکھتی ہیں۔ ایک نشانی فرمایا کہ ملک عرب کا بادشاہ مرے گا۔ ہم نے دیکھا کہ چند دن پہلے ملک عرب کا بادشاہ شاہ خالد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ دوسرے نے اس ملک کو سنبھال لیا۔ پھر جو رمضان آئے گا اس کی پہلی کو سورج گرہن لگے گا۔ اور یہ بات بھی ہوگئی، اس رمضان کی پہلی کو سورج گرہن لگا۔ اور فرمایا کہ چند روز کو چاند گرہن لگے گا اور وہ بھی اب سائنسدانوں نے تصدیق کر دی۔ فرمایا اس دوران ایک آواز زمین سے برآمد ہوگی جو پوری دنیا میں سنی جائے گی۔ اب اس کی ایک تفصیل یہ ہو سکتی ہے کہ ظاہر آواز ہو اور یہ بھی تو ہو سکتی ہے کہ جیسے یہ زلزلہ اب اس کی خبر اس کی آواز پوری دنیا کے اندر گونج رہی ہے۔ تو فرمایا کہ یہ جونشانیاں ہیں جب ہوں گی تو سمجھ لینا کہ اب قیامت بہت قریب ہے۔ تو دیکھیں کہ ان علامات کی موجودہ حالات سے کس قدر مطابقت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ مطابقت ظنی درجے کی ہے لیکن اس کا حقیقتاً ہونا کوئی بعید نہیں ہے۔

دنیا کی حقیقت

میرے دوستو! حالات و واقعات یہ بتا رہے ہیں کہ اب بس چل چلاؤ ہے۔ یہ فتنوں کا دور ہے۔ اپنے آپ کو ہر وقت اللہ کے حضور میں حاضری کیلئے تیار رکھیں۔ دنیا کی چکا چوند سے اپنی آنکھوں کو ہٹالیں۔ اور ان کو خیرہ ہونے سے بچالیں۔ یہ دنیا عارضی اس کے رنگ و روشنیاں بھی عارضی ہیں۔ لہذا اس عارضی دنیا میں اپنے جی کو اگانا اور اس میں ششے کے گھر بنانا یہ ٹھیک نہیں۔ بہت جلد ہم وہاں پہنچنے والے ہیں جو ہمارا مستقل ٹھکانہ ہوگا۔ اس کی تیاری کر لیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِنَّ الدُّنْيَا خَلُودَةٌ خَصْرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا
فَنَظَرُوا كَيْفَ تَعْمَلُونَ (رواہ ترمذی)

(بے شک دنیا بڑی میٹھی ہے، سرسبز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہیں اگلوں کا جانشین بنایا۔ اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ تم عمل کیسے کرتے ہو)۔

تو فرمایا کہ یہ دنیا بہت میٹھی اور سرسبز ہے، بہت دلفریب ہے لیکن جان لو کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اگلوں کا جانشین بنایا ہے صرف یہ دیکھنے کیلئے تم عمل کیسے کرتے ہو۔ تم سے پہلے یہاں تمہارے دادا پڑا دادا تھے تمہارے والد تھے وہ اس دنیا میں زندگی گزار گئے۔ آج تم ان کے جانشین ہو آج تم ان گھروں میں زندگی گزار رہے ہو۔ یہ زمینیں کبھی تمہارے باپ دادا کے پاس تھیں آج تمہارے پاس ہیں، یہ مکان ان کے پاس تھے آج تمہارے پاس ہیں۔ یہ ٹیکسٹریاں یہ کاروبار کبھی وہ چلاتے تھے آج تم چلا رہے ہو۔ تم اپنے بڑوں کے نائب بنے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیوں بنایا اور یہ کیوں یہ سب کچھ سونپا؟ فنا فطر کیف تعلمون یہ دیکھنے کیلئے کہ تم عمل کیسے کرتے ہو۔ تمہیں اسلئے ولی عہد نہیں بنایا اس گھر

میں کہ تم مزے اڑاؤ۔ بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ اب تم کیسی زندگی گزارتے ہو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو آخرت کی تیاری کرتے ہو یا اسی کمینہ دنیا پر فریفتہ ہو کر بیٹھ جاتے ہو۔

دنیا بڑی میٹھی ہے

بے شک دنیا بڑی میٹھی ہے، بڑی سرسبز ہے۔ دو لفظ نبی علیہ السلام نے فرمائے اور دو لفظوں میں گویا سمندر کو کوڑے میں بند کر کے رکھ دیا۔ کوئی شک نہیں یہ دنیا بڑی میٹھی ہے، دل نہیں بھرتا بندے کا۔ بوڑھا بھی ہو جائے تو جوان بننے کا دل کرتا ہے مرنے کا دل نہیں کرتا۔ کہتے ہیں ابھی تو میں جوان ہوں۔ بلکہ نہیں کہتے ہیں ابھی تو میں نو جوان ہوں۔ ایسا دنیا کا چرکا ہے دل میں جس کو پوچھو کہتا ہے ایک شادی ہو گئی اب دوسری اور ہونی چاہیے۔ اجتماع میں اس عاجز کی زبان سے نکل گیا کہ تانوے فیصد مردوں کے دل میں دوسری شادی کی تمنا ہوتی ہے۔ بعد میں آ کر دوستوں نے تصدیق کی کہ حضرت سو فیصد ٹھیک بات کی۔ جو کنوارے ہیں وہ پہلی شادی کی سوچ میں ہیں اور جن کی شادی ہو چکی وہ دوسری شادی کی سوچ میں ہیں۔ بیٹے کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے باپ کا دل چاہ رہا ہوتا ہے کہ کاش میرا بھی نکاح ساتھ ہو رہا ہوتا۔

میٹھی ہے یہ دنیا۔۔۔۔۔ جیسے میٹھی چیز کھانے سے دل نہیں بھرتا، ایک آئس کریم کھا لی تو دوسری پھر کھانے کو دل کرتا ہے۔ بالکل یہی حال ہے انسان کی آرزوؤں کا اور تمنائوں کا۔ دل نہیں بھرتا اس سے۔۔۔۔۔ ایک دکان مل گئی اب دل کرتا ہے کہ ایک اور مل جائے۔ ایک مکان مل گیا اب دل کرتا ہے ایک اور مل جائے۔ ایک گاڑی مل گئی دل کرتا ہے اب بچوں کیلئے ایک الگ گاڑی مل جائے۔ ان تمنائوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایسی میٹھی ہے یہ دنیا کہ بس دل چاہتا ہے کہ اس دنیا سے انسان لطف اٹھاتا ہی چلا جائے۔ اس زلزلے نے آج ہمیں یہ پیغام دیا ہے اور اس عارضی دنیا کی شیرینی کا مزہ چکھنے والوں کو اس کی تلخی کا مزہ چکھوتا کہ تمہیں آخرت یاد آ جائے۔

دنیا بڑی سرسبز ہے

فرمایا خصوصاً بڑی سرسبز ہے۔ کتنا پیار الفظ استعمال فرمایا۔ خوبصورت اور سرسبز منظر کو دیکھنے کا ہر بندے کا دل چاہتا ہے۔ چار دیواری سے باہر نکلے تو آنکھیں تو نیچی ہوتی ہی نہیں۔ انسانوں کی شکلیں دیکھنے کو دل کرے گا ان کے کپڑے دیکھنے کو دل کرے گا، دکائیں دیکھنے کو دل کرے گا مکان دیکھنے کو دل کرے گا۔ خوبصورت مناظر دیکھنے کو دل کرے گا۔ آج کے دور کی ایک مصیبت آنکھوں کو نیچے کرنا۔ ہوتی ہی نہیں آنکھیں نیچی۔ کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے بارش ہو اور اس کے بعد خوب نکھتی ہو جائے، ہر طرف گھاس ہو دو جانور ہیں ایک جانور کھانے لگتا ہے اور کھا کھا کھا کے، اتنا کھاتا ہے کہ بد بخشی ہو جاتی ہے، وہ مارا جاتا ہے۔ اور دوسرا جانور جو سمجھتا ہے کہ اگرچہ سبزہ تو بہت ہے، مگر وہ بخت و ضرورت کھاتا ہے پھر وہ بیٹھ کے چگالی کرتا ہے، پھر کھاتا ہے پھر چگالی کرتا ہے تو فرمایا کہ پہلا بیمار ہو گیا اور دوسرا صحت مند رہا۔ یہ تمہاری اور دنیا کی مثال ہے تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور ان کے دل کی تمنائیں رکتی ہی نہیں، دل بھرتا ہی نہیں، جتنا مل رہا ہے اور لینے کی تمنا ہے اور پانے کی تمنا ہے۔

آپ اندازہ کریں کتنے گھرا ایسے ہیں کہ ان میں جتنے لوگ ہیں، مرد اور عورتیں سب کے سب کمار ہے ہیں پھر بھی ان کے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ ایسی ہوس دل میں آگئی کہ کہیں قناعت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک جنگل سونے کا بنا ہوا دے دیں تو وہ دل میں تمنا کرے گا کہ ایک اور ہوتا چاہیے۔ اور فرمایا کہ ایک جنگل اور دے دیں تو وہ تمنا کرے گا کہ کاش جنگل کا بنانے والا بھی میں ہی ہوتا۔ انسان کے پیٹ کو فقط قبر کی مٹی بھرتی ہے اور کوئی چیز نہیں بھرتی۔ جس بندے کو دیکھو وہی اپنی جنت بسانے میں لگا ہوا ہے۔ جنت بسانے سے کیا

مرا؟ گھر ایسا خوبصورت ہو..... بیوی اتنی پیاری ہو..... گاڑی ایسی قیمتی ہو..... کاروبار ایسا ہو..... من پسند کی چیزیں پانے کی تمنا میں ہر بندہ لگا ہوا ہے۔ اور مال سمیٹ کر اپنی آرزوؤں کو پورا کرنے میں لگا ہے۔ آج کے دور کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ دنیا طلبی..... لیکن یہ زلزلہ ہمیں جگا رہا ہے جھنجھوڑ رہا ہے کہ او دنیا کے سراب کی پیچھے بھاگنے والو جان لے کہ اس کی شادابی ہمیشہ رہنے والی نہیں۔ اس کی رنگینیاں اور رعنائیاں..... اس کی بہاریں اور مرغزاریں..... یہ تو ایک جھٹکے کے مار ہیں۔ جنت کی تمنا کرو اور جنت حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ وہاں کا ٹھکانہ ہمیشہ ہمیش کا ہے۔

دنیا جادو گرئی ہے

ہمارے مشائخ نے یہ کہا کہ یہ دنیا جادو گرئی ہے۔ اس کا جادو جب چلتا ہے تو انسان اپنی موت کو بھول جاتا ہے، آخرت کو بھول جاتا ہے۔ دو فرشتے ہاروت اور ماروت اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر بھیجے تھے اور ان کو جادو کا علم دیا تھا۔ وہ جادو کیا تھا؟

يُفَرِّقُون بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهِ (البقرة: ۱۰۲)

اس جادو کے ذریعے سے وہ خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے تھے۔ تو ان کا جادو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا تھا لیکن یہ دنیا کا جادو جب کسی پہ چل جاتا ہے تو بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ یہ دنیا ہاروت و ماروت سے بھی بڑی جادو گرئی ہے۔

تفريق بين المرء و زوجه

بندے اور اس کے رب کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہے۔

اسی لئے مال کا زیادہ آجانا، یہ خوشی کی بات نہیں ہوتی۔ مال جب آتا ہے تو اپنے ساتھ وبال لے کے آتا ہے۔ توجہ سے بات سنئے، جب مال آتا ہے تو اپنے ساتھ

دِہال لے کر آتا ہے۔ کم سے کم دِہال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے غریب لوگ میری امت کے امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔ یہ حلال مال بھی ہے، نیکی پر بھی خرچ ہو رہا ہے تو حساب کے لئے وقت تو دینا پڑے گا نا۔ تو آج کی سب سے بڑی بیماری، ہر بندہ چاہتا ہے

بَلَيْتُ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ (انقص: ۷۹)
[کاش! ہمارے پاس اتنا ہو جتنا کہ قارون کو دیا گیا ہے بیشک اس کی بڑی قسمت ہے]

اے کاش! ہمارے پاس اتنا کچھ ہوتا جتنا قارون کے پاس تھا۔ تو قارون کا کیا نتیجہ نکلا؟ بالآخر اپنے سامانوں سمیت زمین کے اندر دفن کر دیا گیا۔ ہمارے اپنے واقف لوگوں میں سے ایک صاحب ہیں، ان کی اپنے جو نوکری ہے وہ تائیوان میں ہے اور ان کی بیوی کی نوکری یہاں اسلام آباد میں ہے اور ان کی بیٹی جرمنی میں ہے اور بیٹا افریقہ میں ہے۔ گھر کے چار بندے ہیں۔ چاروں کھاتے ہیں۔ ایک دن ان کی بیوی آئی اور رونے بیٹھ گئی کہ میں کیا کروں خرچے پورے ہی نہیں ہوتے۔ دیکھا یہ قارون والی سوچ ہے یا نہیں۔ یعنی اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی فکر پیسے کا ہے۔ یہ فکر نہیں ہے کہ ہمارا اللہ ہم راضی ہے یا نہیں۔ تو یہ دنیا بندے اور پروردگار کے درمیان فرق ڈال دیتی ہے۔ اور میرے دوست!

لِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا فَارَقْتَهُ عَوِضٌ وَلَيْسَ لِلَّهِ إِنْ فَارَقْتَهُ عَوِضٌ
دنیا میں کوئی چیز تجھ سے جدا ہو جائے تو تیرے لئے اس کا کوئی نہ کوئی بدل موجود ہے لیکن اے دوست! اگر تو اللہ سے دور ہو گیا تو تیرے پاس اللہ کا کوئی بدل موجود نہیں۔

میرے دوستو یہ نازل دنیا کا جادو توڑنے کیلئے آیا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے کیلئے آیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال کر اپنے رب سے ناظرہ جوڑ لیں۔

دنیا خوبصورت سانپ ہے

اس دنیا کو خوبصورت سانپ بھی کہا جاتا ہے۔ خواجہ فرید الدین عطار فرماتے ہیں

زہر دارد در دروں دنیا چہار
گرچہ بنی ظاہرش نقش و نگار
زہر ایں مارے منقش قاتل است
باشد از رہ ہر دور کو قاتل است

کہ یہ دنیا سانپ کی طرح اپنے اندر زہر رکھتی ہے مگر ظاہر میں سانپ کی طرح بڑی بھی ہوئی ہے۔

۔ اہل دنیا کی سجاوٹ پہ نہ جا
یہ منقش سانپ ہے دس جائے گا

جیسے سانپ دس لیتا ہے یہ دنیا بھی دس لیتی ہے۔ سانپ کا اثر پورے جسم میں پھیل کر اسے بے جان بنا دیتا ہے، دنیا کی محبت پورے جسم میں رچ بس کر انسان کو روحانی طور پر بے جان بنا دیتی ہے۔ آج ہمارے اوپر بھی دنیا کے سانپ کا زہر چڑھ چکا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ زہر اس زہر کا تریاق بن جائے اور ہمارے خوابیدہ دلوں کو جگا دے۔

سانپ کا منتر ۴

ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کو سانپ کا منتر آتا ہے وہ سانپ کے دانت توڑ لیتے ہیں اور انہیں ایسا منتر آتا ہے کہ سانپ ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا اور ان کو سپیرے کہتے ہیں۔ وہ سانپ کو اپنی پونٹی میں لئے پھرتے ہیں اور گلے میں ڈالتے ہیں، سانپ ان کو کچھ نہیں کہتا۔ اسی طرح اللہ والے بھی اس دنیا کے سانپ کا منتر سیکھ لیتے ہیں تو اس کے بعد یہ دنیا ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مبارکہ میں رہ کر اس دنیا کا منتر سیکھ لیا تھا۔ اسی لئے ان

کے سامنے سونے چاندی کے خزانے ہوتے تھے اور وہ تہجد کی نماز پڑھ کر فرماتے تھے:
یا صفر آء یا بیضاء غُری غیری (اے سونا! اے چاندی! کسی اور کو دھوکا
دے) یعنی میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں ہوں۔

چنانچہ عوام الناس تو یہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں
نے ایک جگہ پر دریا میں گھوڑے ڈال دیئے تھے اور ان کے گھوڑے سلامت نکل گئے
تھے۔ لیکن اہل علم حضرات کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی اس سے بڑی کرامت یہ ہے کہ
جب فتوحات کا دور چلا اور فارس اور روم کے خزانے ان کے قدموں میں لا دیئے گئے
، سونے چاندی کے مال غنیمت کے ڈھیر ان کے سامنے لگ جاتے تھے ان کے دل
پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ ان کے سامنے دنیا کے دریا بہے وہ اس دریا میں سے اپنے
ایمان کو سلامت لے کر نکل گئے۔ یہ ان کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ آج
ہمیں بھی دنیا کے سانپ کے منتر کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

دنیا کھیل تماشا ہے

اللہ رب العزت نے دنیا کو ایک کھیل تماشا سے قرار دیا ہے۔ ارشاد فرماتے

ہیں:

وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لُتُوهُ وَ لَعِبٌ ط وَ إِنَّ الدَّارَ

الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (عنکبوت: ۶۴)

اور یہ دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل تماشا اور آخرت کی زندگی تو ہمیشہ رہنے والی
ہے کاش یہ جان لیتے]

میرے دوستو جب اللہ تعالیٰ نے اسے کھیل تماشا کہہ دیا تو پھر ہمیں اس میں
قطعاً دل کو نہیں لگانا چاہیے، لمبے منصوبے نہیں بنانے چاہئیں۔ اس لئے کہ کھیل تماشا
ہمیشہ گھڑی دو گھڑی ہی ہوا کرتے ہیں پھر ختم ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ دنیا بھی گھڑی دو
گھڑی کا معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں گے:

مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ (الروم: ۵۵)

[وہ نہیں ٹھہرے مگر ایک گھنٹی]

حتیٰ کہ کچھ تو یہاں تک کہیں گے

لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا غَشِيَةً أَوْ ضُحًى (النزعت: ۴۶)

[وہ دنیا میں نہیں رہے مگر صبح کا تھوڑا سا وقت یا شام کا تھوڑا سا وقت]

سوسال کی زندگی بھی تھوڑی سی نظر آئے گی۔ گویا

”خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔“

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ تھی۔ نو سو پچاس سال تو تبلیغ کی عمر تھی۔ پھر اس کے بعد عذاب آیا اور عذاب کے بعد بھی ساٹھ سال زندہ رہے۔ روایات میں آیا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو اللہ رب العزت نے ان سے پوچھا، اے میرے پیارے نبی! آپ نے دنیا کی زندگی کو کیسے پایا؟ انہوں نے جواب دیا، اے اللہ! مجھے یوں محسوس ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے تھے، میں ایک میں سے داخل ہوا اور دوسرے میں سے نکل آیا۔ تو جب ایک ہزار سال کی زندگی یوں نظر آئے گی تو پھر دنیا کی سوسال زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔

میرے دوستو! کھیل تماشے میں لگے رہنا یہ کوئی سمجھدار لوگوں کا کام نہیں ہوتا یہ تو بیوقوفی کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ اس لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث میں فرمایا کہ میں اپنے بعد دو بڑے فتنوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ میری امت کے لئے یہ دو بڑے فتنے ہیں۔ ایک فرمایا کہ یہ دنیا کی محبت بہت بڑا فتنہ اور دوسرا فرمایا، عورتوں کے محبت مردوں کے لئے بہت بڑا فتنہ۔ اور آج دیکھئے جو غافل لوگ ہیں وہ تو عام طور پر عورت ہی کی محبت میں گرفتار ہیں اور جو دبدبہ ہیں وہ بھی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ آپ نے کبھی کسی کو دیکھا جو اس لئے بیٹھا رہا ہو کہ اے اللہ! میں اب تک دنیا سے محبت کرتا رہا میرے اس گناہ کو معاف فرماوے۔ ہم اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ آخرت کی محبت ہو اور دنیا سے انسان کا دل کننا ہو، یہ غفلت ہی کی نشانی ہے۔

تو میرے دوستو! جب دنیا کی یہ حقیقت ہے تو پھر اس میں جی کو کیا لگانا؟ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے رب کو منالیں اور اس کے حضور پیش ہونے کیلئے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔

زلزلے کی حکمت

یہ زلزلے آتے اس لئے ہیں کہ گناہگاروں کو بلایا جائے اور غفلت میں پڑے ہوؤں کو جگایا جائے۔ جیسے سوئے ہوئے بندے کو ہم جھٹکا نہیں دیتے جگانے کے لئے، اسی طرح جو روحانی اعتبار سے غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جگانے کے لئے جھٹکا دلاتے ہیں۔

یہ جو زمین کو ہلا دیا جاتا ہے، یہ تب ہوتا ہے جب بندوں کے دل بٹے بند ہو جاتے ہیں۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ ایک تو بولی ہے جسم کے خون کی چمپنگ، وہ تو ہوتی رہتی ہے۔ ایک ہوتا ہے یاد خدا سے دل کا ہلنا۔ تو یاد خدا کی وجہ سے جب دل کا ہلنا بند ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی کبھی زمین کو ہلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ میرے بندوں کے دل بھی اس سے اٹل جائیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے:

ان الارض زلزلت فی عہد رسول اللہ ﷺ فودع یدہ علیہا
ثم قال فانہم لم لک بعد ثم النفث الی اصحابہ فقال ان
ربکم لیستعجبکم فاستعجبوہ

(نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے مبارک وقت میں، زمین میں ایک مرتبہ زلزلہ آیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ پھر فرمایا کہ ٹھہر جا ابھی تیرا زلزلہ کا حکم نہیں آیا۔ پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم تو پہ کرو۔ پس تمہیں چاہیے کہ تم اس سے توبہ کرو)

تو حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ زلزلہ آنے کا مقصد یہ ہے کہ بندے اللہ کی

طرف رجوع کر لیں تو پتائب ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ أَنَّهُمْ يَفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ
وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ. (التوبة: ۱۲۶)

[کیوں نہیں دیکھتے یہ لوگ کہ سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ہم ان کو آزمائش میں ڈالتے ہیں پھر بھی تو بہ نہیں کرتے اور پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے]

زلزلہ آئے تو کیا کریں

ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب زلزلہ آئے تو کیا کریں۔ علامہ ابن قیم نے الجواب الکافی میں یہ بات لکھی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو خلیفہ عادل تھے، ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک حکم نامہ لکھوایا اور جہاں تک بھی ان کی حکومت تھی، مختلف بڑے بڑے شہروں میں بھجوا دیا۔ اور اس میں انہوں نے فرمایا کہ دیکھو اگر کہیں تمہیں زلزلہ پیش آئے تو تم چار کام کرنا۔

سب سے پہلے اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا، استغفار کرنا۔ اللہ رب العزت کے سامنے اپنے قصوروں کا اعتراف کر لینا، اپنی غلطیوں کو مان لینا اور اللہ رب العزت کے سامنے سچی توبہ کر لینا، یہ پہلا کام کرنا۔

اور دوسرا کام فرمایا کہ تم انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا، آہ و زاری کرنا، اپنے گھروں میں چاہو یا مسجد میں چاہو، انفرادی طور پر، اکیلے اکیلے میں۔

اور تیسری بات فرمائی کہ اگر تم چاہو تو اجتماعی طور پر بھی کھلے میدان میں نکل کر اپنے رب کو منانے کیلئے دعائیں کرنا۔

اور چوتھی بات کہی کہ تم اپنے مال کو اللہ کے راستے میں صدق کرنا، صدقہ آنے والی بلاؤں کو نال دینا ہے۔

زلزلے کے وقت کھلی جگہ پر نکل جانا چاہیے

کئی لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں جی کہ زلزلے کے وقت میں گھروں سے باہر چلے جانا، کھلی ہوا میں یہ توکل کے خلاف تو نہیں؟ تو علما نے لکھا ہے کہ یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ حفاظت جان کی نیت سے کھلی فضا میں چلے جانا مستحب ہے۔ درمختار میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ لا یسکرہ بل مستحبہ اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ یہ مستحب ہے۔

اس لئے کہ ایک جگہ ایک دیوار جھکی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کے نبی نے جب دیکھا کہ دیوار جھک گئی تو آپ وہاں سے جلدی سے ہٹ گئے۔ تو نبی علیہ السلام کے اس عمل سے یہ معلوم ہوا کہ جان کا ہمارے اوپر حق ہے، اگر ہمیں اپنے چلے کہ یہاں جان کو خطرہ ہے تو وہاں سے ہٹ جانا مستحب ہے، اور یہ سنت ہے۔ تو اس لئے ایسے موقع پر حفاظتی امور کو اختیار کرنا چاہیے۔

ایک اور بات جو درمختار میں لکھی ہے کہ جب زلزلہ آئے صل الناس لوجوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں صلوٰۃ الخا بست پڑھیں، معافی مانگیں اللہ سے و ان شاء دعوا اولم یصلوا اور اگر وہ چاہیں تو دعائیں اگرچہ نماز نہ پڑھیں۔ یعنی زلزلے میں کئی لوگ دعائیں مانگی شروع کر دیتے ہیں، تو فرمایا کہ اگر وہ فقط دعائیں نماز نہ پڑھیں یہ بھی جائز ہے۔ والصلوۃ الفضل لیکن نماز افضل ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے

اِذَا خَزَنَةُ اَمْرِ فَرَّغَ اِلَى الصَّلٰوةِ (آخر جہ احمد)

نبی علیہ السلام پر جب کوئی شخص معاملہ پیش آتا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی سے نماز پڑھا کرتے تھے، نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ایسی کیفیت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ کچھ لوگ اذان میں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ علما نے لکھا ہے کہ زلزلے کی کیفیت میں اذان دینا کہیں سے ثابت

نہیں ہے۔ لہذا ازلے کے وقت میں اذان نہیں دینی چاہیے۔

کونسی دعائیں مانگنی چاہئیں

اس وقت میں وہ دعائیں مانگیں جو قرآن مجید میں آئیں ہیں۔ مختلف قوموں پر یا انبیاء پر جب حالات آئے یا آزمائشیں آئیں تو اس سے نجات کے لئے انہوں نے جو دعائیں مانگیں، وہ دعائیں مانگنی چاہئیں۔ چنانچہ ایک دعا ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. (الاعراف: ۲۳)

[اے اللہ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر آپ ہمیں معاف نہ فرمائیں گے اور اگر رحم نہ کریں تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے]

یہ دعا حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت مانگی جب انہوں نے بھول کر ایک ایسے درخت کا پھل کھا لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا تھا۔ چنانچہ ان سے جنت کا لباس لے لیا گیا۔ اب یہ ایک آزمائش کا وقت تھا ان کیلئے انہوں نے اس وقت میں ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے اس دنیا کے اندر بھیج دیا تھا۔ تو یہ آزمائش تھی ان کے لئے۔ اس آزمائش سے نکلنے کے لئے انہوں نے یہ دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے بالآخر اس مصیبت اور آزمائش سے ان کو نجات عطا فرمادی۔

ایک اور دعا حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی تھی۔

وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنُ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

[اے اللہ! اگر مجھے معاف نہیں فرمائیں گے اور رحم نہیں کریں گے تو میں خسارہ

پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا] (ہود: ۴۷)

اور تیسری دعا حضرت یونس علیہ السلام نے مانگی تھی مچھلی کے پیٹ میں، اور وہ دعا کیا تھی:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

(الانبیاء: ۸۷)

[نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔ تو پاک ہے، میں ہی ظالم ہوں]
تو جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمادی تھی، ہم کو اللہ تعالیٰ حالات کے پیٹ میں سے نجات عطا فرمادیں گے۔ تو یہ دعا مانگنی چاہیے۔

بعض اشکالات کا جواب

عذاب ان ہی علاقوں میں کیوں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ گناہ تو بڑے شہروں میں زیادہ ہیں تو پھر عذاب ان علاقوں میں کیوں آیا۔ یہاں تو سادہ لوگ رہتے ہیں ویدار لوگ رہتے ہیں۔ دوسرے شہر جہاں گناہوں کے مراکز زیادہ ہیں وہاں کیوں نہ عذاب آیا۔ اس طرح کے اور کئی سوالات ذہن میں آتے ہیں۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی جلیل القدر ہے۔ وہ علیم وخبیر ہے وہ علام الغیوب ہے۔ وہ بخار و قہار ہے۔ وہ شہار العیوب۔ اس کی حکمتیں ہوتی ہیں جنہیں کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ اپنے بندوں سے بخوبی واقف ہے ہم نہیں جانتے وہ خوب جانتا ہے کہ گناہ کہاں زیادہ ہیں کہاں کم ہیں۔ وہ خوب جانتا ہے کس کو معاف کرنا ہے کس کو چھوڑنا ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ ہمارا جو میڈیا ہے اور ہمارا جو ٹی وی ہے اس نے برائیوں کو اور گناہوں کو اتنا پھیلا دیا ہے کہ اب دور و نزدیک کا سوال ختم ہو گیا ہے۔ اب شہروں و دیہاتوں کا فرق ختم ہو گیا ہے۔ اور ویسے بھی جو کھاتے پیتے لوگ ہیں جو امراء و رؤسا ہیں وہ اپنی سیر و تفریح کیلئے ان ہی علاقوں کا رخ کیا کرتے ہیں۔ اور اپنی عیاشیوں کا سامان بھی ساتھ لے کر جاتے ہیں اب نہ جانے یہ کس کا وبال ہے یہ تو مالک حقیقی ہی بخوبی جانتے ہیں۔

ہمیں تو من حیث القوم اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ اپنے کرتوتوں پہ رونا چاہیے، گزر گزانا چاہیے اللہ کو ماننا چاہیے۔

بے گناہوں کا کیا قصور؟

کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آتی ہے کہ جی بالغ لوگ تو گناہ کرتے ہیں، بچوں کا کیا قصور؟ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب شرعام ہو جائے، جب فساد غالب آجائے تو پھر جو عذاب آتا ہے سب اس میں لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ اگر نیک بندے بھی اس جگہ پر ہوں گے تو وہ بھی اس عذاب میں لپیٹ دیئے جائیں گے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ شرعام ہوا تو کسی نے روکا کیوں نہیں۔ نہ امر بالمعروف نہ نہی عن المنکر۔ اور جب خود حاکموں کی طرف سے ان کو آزار و زندگی گزارنے کی ترغیب دے دی جائے تو پھر یہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

”جب لوگ معاشرے میں منکرات یعنی نافرمانی کے اعمال کو دیکھیں اور انہیں نہ روکیں۔ جب کسی ظالم کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اسے ہاتھ پکڑ کر نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سب پر آجائے“ (ابوداؤد)

عذاب میں معتبوب کون ہوتا ہے؟

اور یہ بھی مسئلہ سمجھ لیں جب کہیں عذاب آتا ہے تو وہ سب کیلئے عذاب نہیں ہوتا۔ وہ گنہگاروں اور ظالموں کیلئے عذاب ہوتا ہے۔ وہ نیک لوگوں کیلئے ہلندی درجات کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

”جب کسی قوم میں اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک و بد سب اس کا شکار ہوتے ہیں، البتہ قیامت کے دن اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے“ (صحیح بخاری)

امید ہے کہ مرنے والوں میں اکثر لوگ روزے کی حالت میں ہوں گے۔ رمضان المبارک میں مرنے والوں کا تو حساب ویسے ہی نہیں ہوتا۔ اور عین روزے کی حالت میں مرنا۔ اور پھر اچانک موت کو شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے یہی امید رکھتے ہیں کہ وہ ان نیکوں کا روزہ داروں کو اچھی جزا دیں گے۔ سوائے ان بد بختوں کے جو رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں بھی محروم القسمت رہے۔ اور ان کی شقاوت کی وجہ سے کتنے معصوم بچوں، بے گناہوں، حتیٰ کہ جانوروں اور چوپایوں کو بھی یہ تکلیف اٹھانی پڑی۔ العباد باللہ منہ

ہم اسے عذاب ہی سمجھیں

یہ مت سمجھیں کہ ہم نے اس سانحہ کو عذاب ہی ڈیکلئر کر دیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو ایک مغضوب قوم قرار دے دیا ہے۔ ہمارا کام تو قرآن وحدیث کی روشنی میں فقط آئینہ دیکھنا اور دکھانا ہے۔ حقیقت حال اللہ ہی خوب جانتے ہیں۔ ہماری عاجزی یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو گنہگار سمجھیں اس کو اللہ کا عذاب سمجھیں۔ اور اللہ کے غصے کو دور کرنے کیلئے اپنی وہ حالت بنائیں اور وہ کچھ کریں جو کوئی بھی بھاگا ہوا غلام جو پکڑا جائے تو وہ اپنے مالک کو منانے کیلئے کرتا ہے۔ یہ اب ہمارا کام ہے کہ ہم اس مالک کو منالیں۔

ہمیں مہلت دی گئی ہے

یہ بھی یہ مقام شکر ہے کہ ہماری تنبیہ کیلئے صرف ایک کوٹہ بلایا گیا ہے۔ پورا ملک نہیں بلایا۔ ہمیں تو یہ کیلئے چھوڑ دیا ہے، مہلت دے دی ہے۔ اگر ہم اب بھی غافل ہی رہے تو ہم اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے۔

اب ہم کیا کریں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمیں درج ذیل کام فوراً کرنا شروع کر دینے چاہئیں۔

(۱)..... امر بالمعروف نہی عن المنکر شروع کر دیں

ہمیں چاہئے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا فوراً شروع کر دیں۔ یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا۔ اور اس کی ابتدا اپنے آپ سے، اپنے گھر سے کریں۔ آج گھر میں دس روپے کا بلب ٹوٹ جائے تو ماں بیٹے کو تھپڑ لگا دیتی ہے۔ اور وہی بیٹا اللہ کا حکم توڑ دیتا ہے تو ماں کو احساسِ نجی نہیں ہوتا۔ حکمِ خدا کی قیمت آج ہماری نظر میں دس روپے کے برابر بھی نہیں ہے۔ ایک روپے کی بیالی ٹوٹ جائے تو بچے کو ڈانٹ پڑتی ہے اور وہی بچہ نبی علیہ السلام کی سنت پر چھری چلائے تو اس بچے کو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ محبوبِ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی قدر ہم ایک روپے کے برابر بھی نہیں کرتے۔ جب ہمارے حالات ایسے ہوں تو پھر سوچئے کہ ہمارے ساتھ یہ معاملات کیسے نہیں ہوں گے۔ یہ زلزلے اور عذاب آتے اس وقت ہیں جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خدا کی قسم تم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ضرور سرانجام دیتے رہنا ورنہ تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔ اور تم دعا مانگیں کرو گے تو تمہاری دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔

اب اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل شروع کر دیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ یاد رکھنا کہ جس گھر کے مرد اپنی عورتوں کو نیکی کی تلقین نہیں کرتے، برائی سے منع نہیں کرتے، اس گھر کے مردوں میں

اور مردوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے۔

ایک صاحب کہنے لگے کہ ہمارے ہمسائے کا والد فوت ہو گیا۔ میں نے اپنے بچوں کو سمجھایا کہ بچو! اب کم از کم چالیس دن تم نے گھر میں کوئی ٹی وی ڈرامہ وغیرہ نہ چلانا۔ کہنے لگے کہ میں پریشان ہوا کہ جب تیسرے دن اسی گھر سے ٹی وی کے ڈرامے کی آواز آرہی تھی۔ جس جوان کا باپ فوت ہو جائے، وہ کندھے پر اس کی چارپائی اٹھائے، اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کرنے اور پھر وہ عبرت نہ پکڑے، اس انسان کو پھر خدا ہی جگائے تو وہ جاگے گا۔ حالت تو ہماری یہ ہو چکی ہے۔ اور یہ صورتحال تب پیدا ہوتی ہے جب امر بالمعروف نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(۲) کلمہ استرجاع اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھیں

دوسرا یہ کہ جو مصیبت آپ کی اس کے اوپر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھیں۔ اس کو استرجاع کہتے ہیں۔ یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ اگر یہ اِنَّا لِلّٰہِ پہلی امتوں کو ملتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے لئے یہ نہ کہتے کہ یٰۤاَیُّہَا اَسْفٰی عَلٰی یٰوَسْفَ۔ پھر وہ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے۔ تو یہ کل اللہ رب العزت نے اس امت کو عطا کر دیا۔ تو جب بھی آپ کہیں افسوسناک خبر سنیں، پڑھیں کہ یہ نقصان ہو گیا، وہ نقصان ہو گیا تو کیا پڑھا کریں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔ نبی علیہ السلام کے ہاں چراغ جل رہا تھا، ہوا آئی اور چراغ بجھ گیا۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ تو کسی انسان کے فوت ہونے پر پڑھتے ہیں۔ فرمایا، عائشہ! یہ اس وقت پڑھتے ہیں جب مومن پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو چراغ کا بجھ جانا بھی مومن کے لئے مصیبت ہے لہذا اس پر بھی پڑھیں گے تو اللہ رب العزت اجر عطا فرمادیں گے۔ تو جب تیل کا چراغ بجھنے پر اجر مل جاتا ہے تو جہاں عزیز و اقارب کی زندگیوں کے چراغ بجھ گئے وہاں اگر کوئی یہ

پڑھے گا تو پھر اسے اجر کیوں نہیں ملے گا۔ تو ایک یہ عمل بھی کرنا چاہیے۔

(۳)..... مصیبت زدگان کی مدد کریں

ہمیں یہ چاہیے کہ جن ہمارے بھائیوں پر یہ مصیبت آچکی ہے ان کی مدد کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جب کسی ایک حصے پر تکلیف ہوتی ہے تو دوسرا بھی اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ یہ سمجھیں کہ یہ مصیبت ان پر نہیں آئی ہمارے اوپر آئی ہے۔

میرے دوستو! آج ان شہروں میں جا کر دیکھئے جہاں اخبار کے مطابق اسی نوے فیصد گھرزمین ہوس ہو چکے، آج وہاں پر کیا حالت ہے؟ معصوم بچے کراہ رہے ہیں، عورتیں جو پاکدامن ہیں کبھی بے پردہ باہر نہیں نکلتی تھیں وہ اپنے گھروں سے نکل کر کھلی فضا میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ جو زخمی ہیں، کسی کا ہاتھ نہیں ہے، کسی کا بازو نہیں ہے اور کسی کی ٹانگ نہیں ہے، آج ان کے زخموں پر پٹی باندھنے والا کوئی نہیں۔ کتنے ہی غمزدہ والدین ہیں جن کے بھول جیسے بچے زلزلے کی نذر ہو گئے۔ کتنے بچے ایسے ہیں جو اپنے والدین کی شفقت و محبت سے محروم ہو گئے۔ مویشی بھوکے پیاسے ہیں، فصلیں اجڑ گئی ہیں، اپنے ان بھائیوں کا غم کر لیجئے۔ آخر وہ بھی تو کلمہ گو ہیں۔ جو سخت سردی میں کھلے آسمان تلے اپنے شب و روز گزارنے پر مجبور ہو گئے۔ پتہ نہیں کسی کو چہچہ کھانے کو ملایا، ملا، سونے کا موقع ملا یا نہ ملا۔

ہماری ایک بچی جو کہ دارالعلوم اسلام آباد میں پڑھتی تھی، اطلاع آئی کہ اس بچی کے ماں باپ بہن بھائی جتنے تھے، گھر کی چھت گرنے سے سب کے سب فوت ہو گئے۔ پورے گھرانے میں وہ ایک بچی بچی ہے۔ سنئے، اس کا کیا عالم ہوگا۔ ہمارے ایک دوست ہیں عالم ہیں ان تین سو قریبی عزیز رشتہ دار اس سانحہ میں جان بحق ہو گئے۔ آپ اندازہ کریں کہ ان کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی۔ کل ایک جگہ سے فون آیا، اس نے کہا کہ حضرت ا میں اپنے شہر کو دیکھتا ہوں ۸۰ فیصد مکان مجھے گرے

ہوئے نظر آتے ہیں اور لوگ گھروں سے نکل کر باہر کھیتوں میں آکر بیٹھ گئے ہیں۔ مگر آسمان سے پہلے بارش شروع ہوئی اور پھر ڈالہ باری ہوئی شروع ہو گئی۔ کہنے لگا اس وقت میں فون کر رہا ہوں اور میرے سر پر برف کے اتنے اتنے بڑے ٹکڑے پڑ رہے ہیں ہمیں تو زمین بھی قبول نہیں کر رہی۔

میرے دوستو! ان کے دکھ درد کو بٹانا ہماری ذمہ داری ہے۔ جان سے بھی ان کی مدد کریں اور مال سے بھی کریں۔ اگر اس ذمہ داری کو ہم نے پورا نہ کیا تو ہمارے اوپر اس سے بھی بڑا عذاب آسکتا ہے۔ یہ پوری قوم کی کوتاہیاں ہیں جس کا یہ وبال ہے۔ تو مشکل وقت میں ان کا سہارا بن جانا اور مصیبت زدوں کے دکھ کو باٹ لینا چاہیے، ہو سکتا ہے یہی عمل ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جائے اور اللہ تعالیٰ کے جلال کو جمال میں بدل دے۔

(۴)..... سچے دل سے توبہ کریں

چوتھا اور سب سے ضروری کرنے کا کام کثرتِ استغفار ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے آگے روئیں، گڑگڑائیں اور اپنے تمام گناہوں سے سچی اور سچی توبہ کریں۔ کیونکہ اللہ کے عذاب سے بچنے کا یہ واحد نسخہ ہے جو اب ہمارے پاس باقی ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الانفال ۳۳)

{اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں اور عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ استغفار کرتے ہوں}

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے گویا یہ وعدہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو عذاب نہیں دے گا جب تک نبی علیہ السلام کی ذات ان میں موجود ہے یا جب تک کہ وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ اب حضور نبی کریم ﷺ تو ہمارے درمیان

موجود نہیں ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا ایک ہی طریقہ باقی ہے۔ وہ ہے استغفار۔ اگر ہم استغفار کثرت سے کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ اس لئے میرے دوستو! اب اللہ سے توبہ کر لیں اللہ کو منالیں۔ بس اب بہت ہو چکا ہم نے بہت نافرمانیاں کر لیں بہت غفلت اختیار کیے رکھی اب اللہ کے در پر آ جائیں اور اللہ کو منالیں۔

لوگو! ہمیں جگانے کے لئے اللہ نے یہ معاملہ کیا ہے، کاش کہ ہم اب جاگ جاتے اور اللہ کے گھر میں آ کر بیٹھے ہوئے یہ عہد کر لیتے کہ اے اللہ! آج تک جتنے بھی گناہ کئے، میرے مولا! اچھی توبہ کرتے ہیں۔ اب ہمیں توبہ کے ساتھ واپس لوٹا دیجئے، ایسا نہ ہو کہ ہم ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال کر اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں اور پروردگار عالم یہ کہیں کہ تمہیں نصیحت کرنے والے نے نصیحت تو کر دی تھی تمہارے کان پر جوں تک بھی نہ رہ سکی۔ اچھا اگر دوسرے شہروں میں یہ کچھ ہو سکتا ہے تو پھر فلاں جگہ پر کیوں نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے عذاب سے ڈر جائیں، اللہ کی قدرت سے ڈر جائیں۔ میرے دوستو! ہم اپنی اوقات کو بچا نہیں۔ ہم نے بہت بھاگ بھاگ کے گناہ کر لئے۔ اپنے رب سے معافی مانگ لیجئے۔

آج ہماری حالت

اور حقیقت تو یہ ہے کہ آج ہماری حالت ایسی ہے کہ دلوں کے اندر نفرتیں اور عداوتیں بھری ہوئی ہیں۔ حسد نے ہمارے دلوں میں کمی اور چیز کے لئے جگہ ہی نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے کھلم کھلا بغاوت ہو رہی ہے۔ نفس پرستی، تن پرستی، زہ پرستی، شہوت پرستی، جاہ پرستی، یہ اتنی عام ہو گئی ہے کہ لگتا ہے خدا کی پرستش کی بجائے ہم کسی بت پرستی میں لگے ہوئے ہیں۔ آج جس جوان کی آنکھوں کو دیکھو، کلی میں گزر رہے ہوئے کوئی بھی عورت ہو پردے دار ہو یا بغیر پردے کے، ایسی لپٹائی ہوئی نگاہیں اٹھ رہی ہوتی ہیں کہ جیسے اس کے دماغ میں گناہ کے سوا اس وقت کوئی دوسرا خیال ہی موجود نہیں ہے۔ جب نگاہیں پاک نہ رہیں، دل پاک نہ رہے، سوچ

پاک نہ رہے، کفر سے نماز میں ہوں اور اٹنے سیدھے خیالات اس حالت میں بھی آ رہے ہوں۔ جب انسان انسان کو کھانا جانے کے لئے تیار بیٹھا ہو۔ بس نہیں چلنا کہ کریں کیا، ورنہ تو اتنا حسد ہوتا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ نگاہوں سے ہی کسی کو گرا ڈالیں۔ اگر ان کے بس میں ہوتا کہ نگاہوں سے کسی کی جان نکال لیں تو یہ بھی نکال لیتے۔ جب دلوں کے اندر بغض و عداوت کا یہ عالم ہو کہ انسان حصول اقتدار کے لئے انصاف کو ایک کونے میں لگا دے، ہر حالت میں اقتدار حاصل کرنا چاہے۔ غریبوں کے حقوق پامال ہو رہے ہوں، اس وقت لوگوں کے دلوں کو دکھایا جا رہا ہو تو پھر ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجائیں، یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے ہی عملوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کے آگے اپنا سر جھکا دیں

حیرت ہوتی ہے کہ کئی لوگ اس قسم کی بات سوچتے ہیں کہ آخر ہمارا قصور کیا تھا کہ ہمارے اوپر یہ آفت آئی۔ ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ اس معاملے میں ہم اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر کے ایمان گنوانے کی بجائے، اللہ کی مرضی کے آگے اپنے سر جھکا دیں..... اور جس نے اللہ پر اعتراض کیا اس نے اپنے ایمان کو گنوا دیا۔ تو ایمان گنوانے کی بجائے سر کو جھکا لیں۔ یہ جو گردن میں سر بے پر گھمے ہیں نا، گردن جھکتی ہی نہیں ہے، کہتے ہیں

”ہمارے ساتھ وہ آئے جو سر اٹھا کے چلے“

حالت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں میرے بندے سر جھکا کے چلیں

يُمَشُّوْنَ عَلٰى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان: ۶۳)

اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ وہ آئے جو سر اٹھا کے چلے۔ جو سر اٹھاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ آخر اس کا سر جھکا دیتے ہیں۔ اس لئے یہ حالات جو ہیں یہ ہمارے گناہوں کا وبال ہیں، اگر ہم جی تو بہ کر لیں گے تو آئندہ جو کچھ آنے کی توقع ہے، اللہ تعالیٰ اس کو

روک لیں گے اور اگر ہم اپنی غلطی کو نہیں مانیں گے تو ہو سکتا ہے اس سے بھی بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ اس لئے کہ جب کوئی ایک تھپڑ کھا کر بھی نہ، نہ تو پھر مارنے والا دو تھپڑ لگاتا ہے..... اللہ امان والحفیظ۔ بجائے اس کے کہ اور مصیبت میں پڑیں، ہم اپنے رب سے صلح کر لیں۔ ہم اپنی اوقات کو پہچان لیں۔ اپنے رب کو منائے کی کوشش کریں۔ آہ و زاری کے ذریعے سے، فریاد کے ذریعے سے، اپنے گناہوں کے اقرار کے ذریعے سے۔ رب کریم وہ ذات ہے کہ جب اس کے بندے اس کے در پر آ کر روتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی غلطیوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ وہ پروردگار معاف کر کے خوش ہو جاتا ہے۔

اب توبہ کر لیں

تو میرے دوستو! آج ہم اگر اس کا احساس نہیں کریں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی پکڑ لئے جائیں۔ اللہ رب العزت بڑے عظیم ہیں، بندوں کو جگاتے ہیں، جب بندے نہیں جانتے پھر اللہ رب العزت کا غصہ بھڑکتا ہے، اب اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت سے گناہوں کی معافی کی دعا مانگیں

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نُسِئْنَا أَوْ نَظَلْنَا رُبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
إِصْرًا ثَقِيلًا حَمَلْنَاهُ عَلَى الْإِلْدَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُخَمِّلْنَا مَا لَا
طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ (البقرة: ۲۸۶)

[یا اللہ ہم سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو ہم سے مواخذہ نہ کیجئے۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ ڈال جیسے آپ نے پہلے والوں پر ڈالا۔ اور اے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو۔ ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولا ہے۔ پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما]

پروردگار! غلطیاں تو ہم نے بڑی غلطیاں کر لیں، کوتاہیاں تو بڑی کر لیں، کیا پتہ ہمارے گناہوں کا وبال ہوگا جس کی وجہ سے ہمارے بھائیوں کو یہ سب کچھ بھگتنا پڑا، نیک لوگوں کو یہ سب کچھ بھگتنا پڑا۔ کیا ہم آج اللہ کے حضور توبہ کر کے نہیں جاسکتے۔ اللہ کے گھر میں آئے بیٹھے ہیں اپنے رب سے صلح کر لیجئے، اپنے رب کو منالہجئے، ایسا نہ ہو کفر ہنسی اڑائے کہ ان مسلمانوں کو ہم نے تو چھوڑ ہی دیا تھا، راندہ درگاہ بنا دیا تھا، آج ان کو ان کے خدا نے بھی چھوڑ دیا، کیا بنے گا ہمارا۔

۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہم
خدا ہی ملا نہ وصالِ ضم

کچھ تو ہم کر لیں۔ اپنے رب کے در پہ آئے بیٹھے ہیں۔ اپنے رب کی چوکھٹ کو آج پکڑ لیں، اپنے گناہوں سے کچی توبہ کر کے، اپنے رب کو منا کے انھیں۔ میرے مولا! اس امت کے لئے جس کے لئے آپ کے محبوب ﷺ راتوں کو روتے تھے، آپ سے دعائیں مانگتے تھے، اب رونے والے دنیا سے چلے گئے ہیں، اب ہنسی اڑانے والے باقی رہ گئے۔ میرے مولا! مہربانی فرما دیجئے اور اس امت سے اپنے عذاب کو ہٹا لیجئے اور اس امت کو عزت، رفتہ عطا فرما دیجئے۔ اور اے اللہ! ہمارے اس ملک کی حفاظت فرما لیجئے۔ آپ نے ہمیں آزادی کی جو نعمت عطا فرمائی ہے اللہ! اس نعمت کو ہم سے واپس نہ لیجئے اور ہمیں کافروں اور فاسقوں کے سامنے رسوا نہ کیجئے۔ اے رب کریم! مہربانی فرما دیجئے، آج وہ وقت ہے کہ

خلق کے راندے ہوئے، دنیا کے ٹکرائے ہوئے
آئے ہیں اب حیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
حق پرستوں کی اگر کی تو نے دل جوئی نہیں
طفہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں
رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں

جو بھی ہیں آقا تیرے محبوب کی امت میں ہیں

اسے پروردگار عالم! آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تھا اور ان کو فرمایا تھا کہ ذرا جانا اس کے پاس
فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا (ظہ: ۴۴)

فرعون کے ساتھ تم جا کر نرم گفتگو کرنا، اللہ! جو مانا و حکم الہی کہہ کر خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، آپ اس سے بھی نرم معاملہ کرنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔ ہم تو آپ کے وہ بندے ہیں جو جہدے میں سر رکھنے کے سبب حسانِ ربی الہی پڑھتے ہیں، میرے مولا اپنے ان بندوں کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما دیجئے۔ ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، مگر میرے مولا! آج ہم جاگے ہیں ہمیں آئندہ کیلئے جگا دیجئے۔ اپنے محبوب کی سنتوں کا عاشق بنا دیجئے۔ اپنی محبت ہمارے دلوں میں بھر دیجئے اور کیسی دنیا کی محبتیں دلوں سے نکال کر میں آئندہ سچی اور سچی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہم آپ کے چند بندے جو آج آپ کے گھر میں اس وقت حاضر ہیں، اپنے سب بھائیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے آج سچی توبہ کر رہے ہیں، میرے مولا، مہربانی فرمائیے گا اور ہماری ان دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول کیجئے۔ اور اے اللہ! اگر آپ نے بھی ہمیں دھنکار دیا تو ہمارے لئے دنیا میں کوئی اور در نہیں۔ اللہ! کوئی مندر سے نکل کر جہنم میں چلا جائے اس پر کوئی حسرت نہیں، حسرت تو اس مسلمان پہ ہے، جو مسجد میں آیا مگر توبہ قبول نہ ہوئی اور مسجد سے نکل کر پھر جہنم میں پھینک دیا گیا۔ میرے مولا! اب اپنے گھر سے نکال کے جہنم میں نہ ڈالنا بلکہ آج ہمارے لئے بخشش کے فیصلے کر دینا۔ جب اس طرح سے ہم سچی توبہ کریں گے رب کریم کی رحمت جوش میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ اس ملک پر اس امت پر اپنی خصوصی رحمتیں عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس توبہ کو قبول فرمائے آمین

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین